اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / چوتھا اجلاس (پانچویں نشست)

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز سوموار مورخہ 20 رمئی 2024ء بمطابق ۱۱رذیقعد ۱۴۴۵ھ۔

| نمبر شمار | مندرجات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 1 | تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔ | 03 |
| 2 | رخصت کی درخواستیں۔ | 04 |
| 3 | مورخہ 17 مئی 2024ء کی نشست میں قرارداد نمبر 9 پر بحث۔ | 06 |
| 4 | **مشترکہ قرارداد نمبر 12۔** | 08 |
| 5 | **قرارداد نمبر 10۔** | 26 |

جلد 04 ☆☆☆ شمارہ 05

# ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

# ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

# بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز سوموار مورخہ 20 /مئی 2024ء بمطابق ۱۱ / ذیقعد ۱۴۴۵ھ ۔
بوقت دوپہر 12:00 بجے زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق اچکزئی، اسپیکر،
بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

**جناب اسپیکر:** السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا ۬ۙ شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا ﴿ؕ۱۵﴾ فَعَصٰی
فِرۡعَوۡنُ الرَّسُوۡلَ فَاَخَذۡنٰہُ اَخۡذًا وَّبِیۡلًا ﴿۱۶﴾ فَکَیۡفَ تَتَّقُوۡنَ اِنۡ کَفَرۡتُمۡ یَوۡمًا یَّجۡعَلُ الۡوِلۡدَانَ
شِیۡبَا ﴿٭ۖۙ۱۷﴾ السَّمَآءُ مُنۡفَطِرٌۢ بِہٖ ؕ کَانَ وَعۡدُہٗ مَفۡعُوۡلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ ہٰذِہٖ تَذۡکِرَۃٌ ۚ
فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیۡلًا ﴿ع۱۹﴾

﴿پارہ نمبر ۲۹ سورۃ المُزمّل آیات نمبر ۱۵ تا ۱۹﴾

**ترجمہ:** ہم نے بھیجا تمہاری طرف رسُول بتلانے والا تمہاری باتوں کا۔ جیسے بھیجا فرعون کے پاس رسُول۔ پھر کہا نہ مانا فرعون نے رسُول کا پھر پکڑی ہم نے اس کو وبال کی پکڑ۔ پھر کیونکر بچو گے اگر منکر ہوگئے اُس دن سے جو کر ڈالے لڑکوں کو بوڑھا۔آسمان پھٹ جائیگا اُس دن میں اُس کا وعدہ ہونے والا ہے۔ یہ تو نصیحت ہے پھر جو کوئی چاہے بنالے اپنے رب کی طرف راہ۔ وَمَاعَلَیۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ۔

☆☆☆

**جناب اسپیکر:** جَـزَاکَ اللّٰه. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم. فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. جناب سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

**جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی):** میر عبدالمجید بادینی صاحب، میر ظفر اللہ خان زہری صاحب، ملک نعیم خان بازئی صاحب، مولوی نوراللہ صاحب، محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ اور ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

**جناب اسپیکر:** آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

**سیکرٹری اسمبلی:** رخصت کی درخواستیں ختم۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:** جناب اسپیکر صاحب! ہمارے پریس کے دوستوں نے واک آؤٹ کیا ہے پرسوں جو واقعہ ہوا تھا پریس کلب کی تالا بندی کی، میں ایوان سے گزارش کرتا ہوں، سرکار کی طرف سے کچھ اپوزیشن کی طرف سے تاکہ اُن کو منا کے لائیں، مہربانی جی۔

**میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان):** ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب نے نشاندہی کی ہے، پریس کے دوست احتجاج کر رہے ہیں۔تو میں آپ کے توسط سے ایک کمیٹی بنانا چاہتا ہوں، اگر آپ اجازت دیں۔تو میر شعیب نوشیروانی، میر ظہور بلیدی، رحمت بلوچ صاحب اور آپ زابد ریکی صاحب آپ چلے جائیں اور اُن دوستوں سے بات کر کے آجائیں۔

**جناب اسپیکر:** بسم اللہ کریں۔ایک منٹ جی جی رحمت صاحب آپ بتائیں۔

**میر رحمت علی صالح بلوچ:** جناب اسپیکر! میں نے دو دن پہلے جو آپ سے گزارش کی تھی، ایک اہم مسئلے پر میں تحریک التوا لایا تھا لیکن آپ نے جو رولز آف بزنس سیکرٹری صاحب نے بتا دیے، سر! میں سی ایم صاحب کی توجہ اور پورے ایوان کی توجہ چاہتا ہوں کہ آئی ٹی یونیورسٹی BUITEMS Takatu Campus ہے وہاں سر! ایک مشکل صورتحال ہے۔ایک تو بلوچستان میں تعلیم کے دروازے بند کرنے کے بہت ساری سازشیں شروع ہوئی ہیں۔ہم یہ چاہتے ہیں کہ تعلیمی اداروں میں باقاعدہ اسٹوڈنٹس کو اور اسپیشلی جو ٹیچنگ فیکلٹی ہے، پروفیسرز کو، respect دی جائے تاکہ جو خوف کا ماحول ہے، مایوسی کا ماحول ہے اس کو زیادہ پنپنے نہیں دیں۔لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے آئی ٹی یونیورسٹی میں جھوٹے کیسز اور پر پروفیسرز کو باقاعدہ یونیورسٹی کے اندر اسٹوڈنٹس کے سامنے، پروفیسرز کے سامنے ہتھکڑیاں لگا کر لے جانا اور تھانے میں بند کرنا وہ بھی ایسے بیجا، بغیر کسی ثبوت کے ایف آئی آر کرنا، صرف وجہ یہ ہے کہ جن جن پروفیسرز صاحبان نے یونیورسٹی کے اندر جو غیر قانونی اور یونیورسٹی کو نقصان دینے کی اُن باتوں کو جب raise کیا ہے تو اُن پر cases بنائے جا رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سر! آپ بلوچستان یونیورسٹی کو دیکھیں چار مہینوں سے احتجاج پر ہیں۔

آپ کی باقی یونیورسٹیز بھی اِسی تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی ہیں اب آئی ٹی یونیورسٹی میں جو وائس چانسلر ہے وہ one man show کا کردار ادا کررہا ہے، بجائے کہ اپنے پروفیسرز کو اپنی ٹیچنگ فیکلٹی کو عزت دے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑرہا ہے کہ اپنی غلط کاریوں کو آگے دوام بخشنے کے لیے پروفیسرز کو خوف وہراس کا شکار بنارہا ہے جو کہ قابل مذمت ہے۔ میں جتنی مذمت کروں کم ہے۔ یہ کسی ذی شعور اور ایک سیولائزڈ ذہن کے لیے قابل قبول نہیں ہے کہ ایک پروفیسر کو ہتھکڑی لگادیں۔ مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں سر! آپ وی سی کو بلائیں یہاں کمیٹی بنادیں وی سی سے یہ پوچھیں اور اگر دوسرے فریقین کو جو یونین کے دوست ہیں پروفیسرز ہیں ایکشن کمیٹی ہے یونیورسٹی کی اُن کو بلاکر اس مسئلے پہ پوچھیں کہ جی آپ بے جا طریقے سے پروفیسرز کے خلاف ایف آئی آر اور جھوٹے الزامات لگارہے ہیں اس سے تو حالات، ماحول اور خراب ہو جائے گا تو اسی لیے سر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ رولنگ دے دیں اور وی سی کو بلالیں۔

**جناب اسپیکر:** point noted اس کے اوپر دیکھیں گے انشاءاللہ۔ جی اسد بلوچ صاحب۔

**میر اسداللہ بلوچ:** ڈاکٹر مالک صاحب نے ایک اہم پوائنٹ اٹھایا۔ اور یہ جو واقعہ تھا پریس کلب کا، بلوچستان کے مجموعی طور پر جو پولیٹیکل جتنے لوگ ہیں ہم اپنی آواز اسی پریس کلب میں جا کے اپنے عوام تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ پولیس گردی یا آمرانہ سوچ، مارشل لاء کے زمانے میں بھی ایسا نہیں ہوا۔ تالا بندی نہیں کی گئی۔ آپ کے آئین کے آرٹیکل 19 اور آئین کے آرٹیکل 16 سر! آپ اس کو پڑھیں، دیکھیں، تقریر کرنے کی آزادی، اجتماعی مجلس ہو، اس کی آزادی، جب ہم اپنی آواز ایک جمہوری طریقے سے پریس کلب میں جا کے اپنے عوام تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے، یہ کہاں کا اصول ہے، تالا بندی کی جائے، دھمکیاں دی جائیں، یہ کیا میسج دینا چاہتے ہیں۔ پیپلز پارٹی ماشاءاللہ اس کی گورنمنٹ ہے۔ وہ تو 73ء کے آئین کے اپنے کو خالق سمجھتی ہے کہ وہ ڈیموکریسی کا اپنے کو بہت بڑا بادشاہ سمجھتی ہے اُس کے دور میں یہ ہورہا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک بہت افسوسناک عمل ہے جس سے پوری پولیٹیکل پارٹیز جتنے ورکرز ہیں جتنے سیاسی لوگ ہیں، ہمارا بلوچستان ایک جمہوری ذہنیت کا امین ہے۔ یہاں کے لوگ قبائلی معاشرے کے ساتھ ہی جمہوری عمل کے تقاضوں سے جڑے ہوئے ہیں اور یہاں آ کے پولیس گردی کر کے غنڈہ گردی کر کے، بے عزتی کر کے، صحافیوں کی تالا بندی کر کے، یہ آمرانہ سوچ جنرل ضیاء کے زمانے میں بھی نہیں تھا۔ ایوب خان کے مارشل لاء میں یہاں نہیں تھا۔ یہ پریس کلب کبھی تالہ نہیں ہوا۔ مشرف کے زمانے میں پریس کلب کا بھی تالا نہیں ہوا تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں سیاست کرنے دیتے ہیں یا نہیں؟ اگر یہی عمل چلتا رہا تو کل یونیورسٹی کو بھی تالا لگائیں۔ بولان میڈیکل کالج کو بھی تالا لگائیں۔ اور اسمبلی کو گھیراؤ کریں جو یہاں حق کی بات کرتا ہے اُس کو بھی پکڑ کے بند کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عمل جو صرف صحافیوں کے ساتھ نہیں ہوا پریس کلب کے ساتھ نہیں ہوا جو جمہوری ذہنیت کے مالک ہیں جو جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں، کافی ان کو دکھ ہوا

ہے اور یہ سلسلہ کو بند ہونا چاہیے۔ روزانہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آئی جی پولیس یہاں موجود ہو۔تو اِنہی باتوں کے لیے، وہ اسمبلی کو اہمیت نہیں دے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ چیف سیکرٹری بھی یہاں آنے کے لیے تیار نہیں ہے۔اور یہاں آئی جی پولیس بھی نہیں۔ ہے آئی جی پولیس کے پولیس بجائے صحافیوں کو حفاظت دینے کے یا ایسا کوئی بندہ جہاں اپنی بات کرنا چاہتا ہے، وہاں اس کو protect ملے۔وہاں تو پولیس کے غنڈے آ کے تالا بندی کرتے ہیں۔ جناب وزیراعلیٰ صاحب! آپ کے توسط سے میں کہہ رہا ہوں یہ اچھی نیک نامی نہیں ہے آپ کے دور میں ہے۔ اگر یہ تالا بندی کا سلسلہ چلتا رہا تو پیپلز پارٹی ایک ڈیموکریٹک پارٹی ہے اُس کے لیے بھی اچھی بات نہیں ہے، یہ صحیح میسج نہیں ہے۔اِس لیے میں اپنی پارٹی کی جانب سے اظہارِ یکجہتی صحافی حضرات کے ساتھ مَیں واک آؤٹ کر رہا ہوں۔ thank you

**جناب اسپیکر:** آپ میں سے کوئی، میر اسد بھائی نے واک آؤٹ کیا ہے، چونکہ **مورخہ 17 مئی 2024ء کی نشست میں میر اسداللہ بلوچ صاحب، رکن اسمبلی کی جانب سے قرارداد نمبر 9** ہاؤس میں پیش ہو چکی ہے۔اور محرک اپنی قرارداد نمبر 9 کی admissibility پر اپنی وضاحت بھی مکمل کر لی ہے۔لیکن کورم کی نشاندہی کی وجہ سے قرارداد نمبر 9 پر مزید بحث نہ ہو سکی۔لہٰذا جو باقی ماندہ اراکین اسمبلی قرارداد نمبر 9 پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔

**قائدایوان:** جناب اسپیکر! یہ کہ کوئی ممبر اگر واک آؤٹ کرتا ہے تو اُس کو منانے کی کوشش کی جاتی ہے۔اگر آپ کسی دو اشخاص کو بھیج دیں، بخت کاکڑ صاحب آپ چلے جائیں اور ایک دوست اپوزیشن سے چلے جائیں اور اسد بلوچ صاحب کو واپس لے آئیں۔

**جناب اسپیکر:** ڈاکٹر صاحب! آپ بھی چلے جائیں ساتھ میں اور میر اسداللہ بلوچ صاحب کو منا کر کے لے آئیں۔ آیا قرارداد نمبر 9 منظور کی جائے؟

**محترمہ شاہدہ رؤف:** جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** جی محترمہ۔

**محترمہ شاہدہ رؤف:** یہ کہ ہمارا صوبہ اس کی نذر بھی ہو رہا ہے۔اتنا ہم suffer بھی کر رہے ہیں۔ میری صرف اتنی سی ایک ریکوئیسٹ ہے کہ اس کو پورے ہاؤس کی طرف سے متفقہ قرارداد کے طور پر منظور کی جائے۔ایک اور چیز ہے، جس طرح اِرسا پانی کی تقسیم کے لئے ایک باڈی ہے تمام صوبوں کے بیچ میں، اُسی طرح سے کوئی ایک باڈی کی تشکیل کا بھی اسی میں ذکر کیا جائے کہ گیس کی تقسیم صوبوں کے مابین اس طرح سے ہونی چاہیے کہ ارسا کے طرز پر ایک باڈی تشکیل دی جائے اُس میں آپ کے تمام صوبوں کی representation ہوگی۔اور وہاں آپ یہ بات کر سکیں گے۔تو اِس قرارداد کو

متفقہ قرارداد بناتے ہوئے اوراس میں ایک اور چیز add کرتے ہوئے۔ کیونکہ وہ weightage رکھے گی آپ کی representation ہوگی وہاں بلوچستان کے لوگوں کی representation ہوگی تو جس طرح ہم کبھی بھی پانی کا کوئی issue ہوتا ہے تو ہم اُس باڈی کے تھرو اپنا solve کر لیتے ہیں۔ تو یہاں بھی اگر ہم ایک باڈی بنالیں گے اور یا ریکوئسٹ کر دیتے ہیں آگے کہ اس طرح کی باڈی ہونی چاہیے۔ جو اِن issues کو discuss کرے اور solve کرے تو یہ بہتر ہوگا۔ thank you

**جناب اسپیکر:** thank you میڈم۔ آیا قرارداد نمبر 9 منظور کی جائے؟

**جناب اسپیکر:** قرارداد نمبر 9 منظور ہوئی۔

**جناب اسپیکر:** جناب زاہد علی ریکی صاحب! اپنی قرارداد نمبر 10 پیش کریں۔ جی اچھا! وہ اُنکو منانے کے لئے گیا ہے۔ جی سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب! پلیز بتائیں۔

**سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ):** نہیں، مَیں کچھ بولنا نہیں چاہ رہا تھا، میں نے کہا کہ سارے گپ شپ لگا رہے ہیں پانچ منٹ تھوڑا سا ایسے بریک لے لیتے ہیں جب تک کہ وہ آجائیں۔

**جناب اسپیکر:** دس منٹ کی بریک کرتے ہیں۔ دس منٹ کے بعد پھر دوبارہ یہیں ملیں گے تقریباً۔ جی welcome اب چونکہ ہمارے معزز اراکین واپس آچکے ہیں۔ تو دس منٹ بریک کی بجائے ہم سیشن کو continue کرتے ہیں۔ جناب زاہد علی ریکی صاحب اپنی قرارداد نمبر 10 پیش کریں۔

**محترمہ شاہدہ رؤف:** ایران میں جو ایرانی صدر کے ساتھ حادثہ ہوا ہے۔ میری یہ suggestion ہے کہ بلوچستان اسمبلی کی طرف سے ایک میسج آنا چاہئے کہ ہم اس وقت ایران کے لوگوں کے دُکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ اور اللہ پاک اِن کی مغفرت فرمائے۔ تو اس چیز کو پلیز آپ یہاں ضرور کہہ دیں۔

**قائد ایوان:** جناب اسپیکر! اگر اُن کی ہلاکت کا، فوتگی کا شہادت کا اگر announce کر دیا گیا ہے تو اُسکے لئے دُعا فرمالیں، کیونکہ ابھی تک تو میرا خیال ہے announce نہیں کیا ہے officially ٹی وی پر تو، چلیں official سرکاری طور پر نہیں ہوا تو ہم اگلے سیشن میں قرارداد لے آئیں گے۔ تو تھوڑا سا اس پر صبر کر لیتے ہیں میرے خیال میں تاکہ official stance آجائے کہ کتنے لوگ فوت ہوئے ہیں، کیا ہوا ہے۔

**جناب اسپیکر:** تو دُعا کرلیں۔

**قائد ایوان:** اگلے سیشن میں پھر قرارداد لے آئیں گے اور دعا کرلیں گے۔

---

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

**ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ:** میرا ایوان سے گزارش یہ ہے کہ ابھی تک ہمارا ہاؤس کمپلیٹ نہیں ہے۔ کیونکہ جہاں تک کمیٹیاں نہیں بنی ہیں۔ اور جب تک کمیٹیاں نہیں بنیں گی شاید proper legislation نہیں ہوسکتی ہے۔ تو میں، سی ایم صاحب ہیں اور اپوزیشن لیڈر ہیں، آپ اِسی طریقے سے ٹریژری اور اپوزیشن مل کے کمیٹیوں کا فیصلہ کرلیں تاکہ کوئی legislation ہوتا کہ پراپر وہاں پھر آجائیں۔ thank you. جی۔

**قائد ایوان :** جناب اسپیکر! ہماری اس پر لیڈر آف دی اپوزیشن سے دو ملاقاتیں ہوچکی ہیں۔ انشاءاللہ وتعالیٰ آج شام تک کمیٹیز ہم finalize کرلیں گے۔

**جناب اسپیکر:** thank you. That's good. جی اسد بھائی! آپ کی قرارداد پر ہم نے ہاؤس کی رائے لے لی ہے، آپ کی قرارداد پاس ہوگئی ہے۔

**جناب خیر جان بلوچ:** جناب اسپیکر صاحب! میں قرارداد پیش کرسکتا ہوں کیا؟

**جناب اسپیکر:** نہیں نہیں وہ تو شاید آپ کا نام نہیں ہے اس کے اندر، آپ کر ہی نہیں سکتے۔ نہیں وہ تو جس نے move کیا ہے وہی پیش کریگا ناں۔ رحمت صالح بلوچ صاحب! خیر جان صاحب! کس میں ہے؟ جناب رحمت صالح بلوچ صاحب اور جناب خیر جان بلوچ صاحب، اراکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر **12** پیش کریں۔

**جناب خیر جان بلوچ:** جناب اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے۔ یہ جو مشترکہ قرارداد ہے میری اور میر رحمت صالح بلوچ صاحب کی جانب سے، میں ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ مشترکہ قرارداد نمبر 12۔ یہ کہ محکمہ صحت جو کہ ایک عرصہ سے زبوں حالی کا شکار ہے۔ عوام کو صحت کی بنیادی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ محکمہ صحت کو فنڈز کی کمی ہے۔ چونکہ ہسپتالوں کے لئے جو کمپنیاں ادویات فراہم کرتی ہیں اُن کا خام مال بیرون ملک سے منگوایا جاتا ہے۔ اور صوبہ کے ہسپتالوں کے لئے ادویات کی فراہمی کی بابت جو فنڈز مختص کئے جاتے ہیں، وہ غیر ملکی کرنسی (ڈالرز) کے fluctuations کی وجہ سے نہ ہونے کے برابر ہے۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ محکمہ صحت کا سالانہ بجٹ این ایف سی ایوارڈ کے مطابق ترتیب دینے کو یقینی بنانے کے لئے عملی اقدامات اٹھائے۔ تاکہ صوبہ کے غریب عوام کو صحت کی بہتر سہولت میسر ہوسکے۔

**جناب اسپیکر:** قرارداد نمبر 12 پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟ جی پلیز۔

**جناب خیر جان بلوچ:** جناب اسپیکر صاحب! چونکہ ہمارا محکمہ صحت جو ادویات ہیں، وہ ڈالرز ریٹ کے حساب

سے منگواتا ہے۔تو بدقسمتی سے یہاں ڈالراور روپیہ کی جو ویلیو کی بات کی جائے، وہ کبھی اُوپر کبھی نیچے، کبھی آگے کبھی پیچھے ہوتا رہتا ہے۔جسکی وجہ سے وہ جو ریٹ فکس ہوتا ہے۔ڈالر کے حوالے سے روپیہ کے حوالے سے ہم بجٹ دیتے ہیں روپیہ کے اُس میں، جب ڈالر کا ریٹ بڑھ جاتا ہے تو آپ کا روپیہ گھٹ جاتا ہے۔جس مقدار میں، جس quantity میں آپ کو ادویات جو فارن سے منگوانی پڑتی ہیں اُس میں پھر کمی آتی ہے۔آپ کے ہسپتالوں میں اُس کی وجہ سے آپ جو میڈیسن دینا چاہتے ہیں وہ نہیں مِل پاتیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جنرل پبلک کو صحت کے حوالے سے وہ سہولیات نہیں ملتیں جو اُن کو مِلنی چاہئیں۔وہ ادویات کی کمی کی وجہ سے ہسپتالوں میں ہمیشہ بہت سارے problems آجاتے ہیں تو گورنمنٹ جس مد میں یہ پیسے دے رہی ہے۔ یقیناً گورنمنٹ کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو facilitate کرے۔اور لوگوں کو صحت کی سہولیات وہاں میسر ہوں لیکن چونکہ ڈالر کی fluctuation کی وجہ سے وہ سہولت ہم اپنے عوام کو نہیں دے سکتے۔تو لہٰذا ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جو قرارداد ہے، جس کو ہم دوستوں کے سامنے پیش کی ہیں کہ اس میں گورنمنٹ غور کرے۔تا کہ یہ جو کمی وبیشی ہے اُس کو پورا کیا جاسکے۔

**جناب اسپیکر:** کوئی اور معزز رُکن اس پر بولنا چاہے۔جی ڈاکٹر صاحب۔

**ڈاکٹر محمد نواز کبزئی:** جناب اسپیکر صاحب! میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔واقعی صحت صرف اور صرف چند لوگوں کا مسئلہ نہیں یہ پوری انسانیت کا مسئلہ ہے۔اگر صحت پر توجہ نہ دی گئی تو یہ بہت ناجائز ہوگا۔اور جیسے ہمارے خیر جان صاحب نے کہا کہ بجٹ اگر چہ last year جو 80 ارب روپے نان ڈویلپمنٹ کا بجٹ تھا اگر figure کو دیکھا جائے تو واقعی بہت بڑا بجٹ ہے لیکن اُس کے ساتھ آگر دیکھا جائے آج سے کوئی پانچ سال پہلے اگر ایک drug کی قیمت پانچ ہزار روپے تھی اِس وقت اُسی drug کی قیمت 15 ہزار تک پہنچ چکی ہے۔اور آبادی بھی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ہاسپٹل increase ہورہے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ NFC Award کے تحت اِس بجٹ کو اگر balance کردیں تو بہت بہتر ہوگا۔اور ساتھ ہی ادویات کا جو ذکر ہوا، یہ میں نے last session میں بھی کہا تھا کہ ادویات کی خریداری میں کم ازکم سات سے آٹھ مہینے اِس process پر یہ لوگ لگا لیتے ہیں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ process ابھی سے شروع ہونا چاہئے۔اور جوں ہی بجٹ پاس ہوتا ہے اور وہاں جب ڈیپارٹمنٹ کو بجٹ release ہوتا ہے تو اُس سے فوراً یہ میڈیسن یہاں پہنچ جانی چاہئے تا کہ درمیان میں gap نہ آجائے۔کئی بار ایسا ہوا ہے کہ کبھی تو ہسپتال میں موجود دو تین میڈیسن لیکن ایسا بھی ہوا ہے کہ تین تین، چار چار مہینے تک ہسپتال میں آپ کو ایک سرنج تک ایک معمولی سی ایمرجنسی drug کوئی life saving drug تک مہیا نہیں ہوتے۔تو اسپیکر صاحب! ان حالات میں جو میں نے ایک تجویز دی جو ایک رائے دی ہے کہ اس پر ہمارے ہیلتھ منسٹر صاحب کو خصوصی توجہ دینی چاہئے، جو اُس کی ٹیم ہے اُس کو یہ پابند کریں کہ

یہ میڈیسن جتنا بھی جلد ہو سکے، جون کے بعد ممکن ہو سکے وہ خریدیں اور اُن کی اِس وقت مَیں نے visit کی اپنا MSD کی جو کہ ابھی comperative اِس وقت ایک بہت اچھا system اُنہوں نے بنایا تھا۔ اُنہوں نے ایک drug list بنائی تھی جس میں اُنہوں نے تقریباً 600 کمپنیوں کو discard کیا تھا۔ اور ایسی کمپنیاں تھیں جو کہ بہت اچھی کوالٹی کی تھیں، وہ لوگ اچھے material استعمال کرتے تھے۔ وہ کمپنیاں اُس میں شامل نہیں تھیں جو کہ اِس وقت تقریباً 600 کے قریب اُنہوں نے یہ drug list جو کمپنیوں کی ہے وہ include کردیں، جس میں ہماری multinational کمپنیوں کے بھی drug ہیں۔ اور ان کے drugs واقعی ڈالرز کے حساب سے ہوتے ہیں جو کہ ہمارا روپیہ روز بروز گر رہا ہے۔ جناب عالی! دوسری بات، میڈیسن کی distribution کی ہے۔ تو میڈیسن کی distribution کو اگر وہ rationalize کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ پورا سال ہمارے ہسپتال نہ چلیں۔ یہ جو تحریک پیش ہوئی ہے اس پر توجہ دینی چاہیئے جی چاہتا ہے کہ ہیلتھ جو کہ میرا releded میرا parent department ہے۔ اِس پر میں بولتا رہوں۔ لیکن کسی اور سیشن میں انشاء اللہ میں پورے بلوچستان کی جو ہیلتھ سے releded مسئلے ہیں یا ہیلتھ جو improve ہو رہی ہے، کالجز ہیں جو بھی، ہسپتال ہیں، میں اس پر بھی انشاء اللہ ایک brief دوں گا پوری اسمبلی کو اور یہاں بات کروں گا۔ تو میں اِس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں خیر جان بلوچ صاحب نے، واقعی ایک اہم قرارداد ہے جو انسانی صحت حوالے سے اِس کا واسطہ ہے۔ thank you اسپیکر صاحب۔

**جناب اسپیکر:** thank you. جی any body else جو اِس کے پر اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہو۔ دیکھیں! یہ بہت بڑا important issue ہے۔ یہ provision of medicines in all Districts کے جو DHQ hospitals میں ہیں۔ وہاں ان دوائیوں کی فراہمی ہے، یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے۔ منسٹر ہیلتھ is he arrived?۔ جی سردار عبدالرحمٰن صاحب! آپ اپنی سیٹ پر آئیں۔

**وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:** thank you۔ یہ جو provision of medicine ہے جناب اسپیکر! یہ پہلے یہاں پر ہوتی تھی MSD، اُس وقت رحمت صالح صاحب منسٹر ہیلتھ ہوتے تھے۔ آپ کی توجہ دلاؤں گا۔

**جناب اسپیکر:** جی پلیز۔

**وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:** تو اِس کو بعد میں جام صاحب کے دور میں decentralized کر دیا گیا کہ جی میڈیسن ہر ڈویژنل ہیڈکوارٹر میں ہے وہ وہاں سے خود ہی مطلب ٹینڈر کال کریگا اور وہیں سے۔ تو وہ سارا خورد بُرد ہو گیا۔ وہ ناکام ترین سسٹم تھا۔ تو ہم چاہیں گے بلکہ ڈاکٹر صاحب نے بھی ابھی اِس پر اُن کا تو شعبہ ہی یہی ہے۔ کہ یہ جس طریقے سے چل رہا تھا کوئی honest آدمی MSD کا انچارج کرکے centralized طور پر جو کمپنیاں ہیں آتی ہیں،

bulk میں دیتی ہیں۔ایک تو اُس میں ڈسکاؤنٹ بے حد زیادہ مل جاتا ہے ایک بات دوسری یہ ہے کہ proper طریقے سے پھر ہر ضلعی ہیڈکوارٹر کو جارہی تھی۔ ڈویژنل لیول پر وہ سارے ہی، آپ اُس کو جو بھی نام دیں اُس کی تباہی ہوئی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اگر ساتھیوں کی رائے ہو تو آپ اس پر رولنگ دے دیں کہ واپس اسکو centralized کر کے، باضابطہ ایک سسٹم ہے، گودام ہے اُس کے پاس، اُس کے پاس اسٹاف ہے even ابھی تو صورتحال یہ بن گئی تھی پچھلے، کچھ عرصہ پہلے کہ چار پانچ مہینے سے ایک ڈسپرین کی گولی بھی ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر میں نہیں تھی۔ شاید آپ کی بھی یہ پوزیشن رہی ہے تو ہماری بھی یہی رہی ہے۔ لیکن آپ کا ڈویژن بھی اُسمیں فلاں لاہور کی کمپنی، مثال کے طور پر میرا لورالائی ڈویژن تھا۔ تو جی لاہور کی کمپنی اور وہ multinational نہیں ہے، لوکل، تو اُس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تو میں اس میں یہی گزارش کروں گا کہ اسکو centralized کر کے وہی MSD کا سسٹم بحال کیا جائے۔

**جناب اسپیکر:** جی جناب۔

**میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف):** جناب اسپیکر! قرارداد پیش کی گئی ہے ہم ان کی حمایت تو کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ کچھ چیزیں اور بھی ہیں ان کو add کر لیں۔ کہ ایک تو یہ ہے کہ جتنی دوائیاں ہمارے پاس آرہی ہیں وہ کم آرہی ہیں۔ سردار صاحب نے جیسے کہا کہ MSD کے through ہم اسکو کر لیں یا پُرانا جو ہمارا structure بنا تھا جام صاحب کے دَور میں کہ ڈویژن کی کمیٹیاں بنائی تھیں اُنکے through دوائیاں پرچیز کرتے تھے۔ اگر MSD کے through ہم کر لیتے ہیں۔ تو اُس میں یہ ہے کہ آپ مانگتے ہیں کہ جی، تو میں کسی ہسپتال کی اگر مثال دے دوں بالفرض پنجگور کے ہسپتال میں وہاں میڈیکل میں زیادہ اگر ضرورت ہے وہاں اگر کسی چیز کی تو وہ دوسری چیزیں وہاں provide کرتے تھے۔ اگر وہاں بالفرض پیناڈول کی ضرورت ہے تو وہ پھر کسی اور چیز وہاں روانہ کرتے کہ جی یہ ہم نے آپ کا کوٹہ برابر کر لیا آپ کو دے دیا۔ میرے خیال میں جو ڈویژن کمیٹی ہے اُس ڈویژنل کمیٹی کو برقرار رکھنا چاہئے اور اُس کے through پرچیز ہونی چاہئیں۔ اور اُس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھا جائے کہ آیا بالفرض میں مثال دیتا ہوں تربت کا ایک ہسپتال ہے تربت کے ہسپتال کو اور موسیٰ خیل کے ہسپتال کو اگر آپ برابر فنڈ دیتے ہیں تو میرے خیال میں دونوں کے ساتھ ناجائز ہوگا۔ کہ تربت کی آبادی 12 لاکھ کے قریب ہے یا 13,14 لاکھ کے قریب ہے۔ اور موسیٰ خیل کی ایک لاکھ کے قریب نہیں ہے۔ تو ایک لاکھ کو اور 12 لاکھ کے فرق کو آپ محسوس کر لیں۔ وہی پرچیز، وہی دوائیاں تربت کیلئے جارہی ہیں اور وہی دوائیاں خضدار کیلئے جارہی ہیں وہی موسیٰ خیل کیلئے جارہی ہیں وہی زیارت کیلئے جارہی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ موسیٰ خیل کیلئے نہیں جائیں، زیارت کیلئے نہیں جائیں یا ہمارے دوسرے اضلاع کیلئے نہیں جائیں۔ اُن کیلئے بھی جائیں لیکن یہ ہے کہ آبادی کے حساب سے اِن کو تقسیم کیا جائیں اگر آبادی کے حساب سے تقسیم کریں گے۔

(اس مرحلے پر محترمہ غزالہ گولہ صاحبہ ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

تو اسی طرح ابھی خضدار کا DHQ ہسپتال ہے، کوئٹہ کے بعد سب سے بڑا ہسپتال ہے یا تربت ہے بڑے ہسپتال وہاں ہیں وہاں اگر میڈم! کوئی accident ہوتا ہے ہم تو main RCD پر ہیں، جہاں ایک گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوتا ہے ایک کوچ اگر گر جاتی ہے تو اُس میں 40 سے 45 لوگ ہوتے ہیں۔اور اُن کو rescue کرنا اُن کو treatment دینا اور اُن کو اگر کوئٹہ شفٹ کرنا یا کراچی شفٹ کرنا ہے تو وہ ہمارے لئے بڑی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔آپ خضدار کو دیکھ لیں مین روڈ پر ہے تو اُس کو اُسی طرح کا سامان ہمیں روانہ کر دیں جن چیزوں کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے۔اگر MSD کو دیں گے تو MSD آگر ہمیں پٹی کی ضرورت ہے یا ہمیں فرسٹ ایڈ کی ضرورت ہے وہ چیزیں ہمیں نہیں دیں گے وہ ہمیں دوسری چیزیں دے دیتے ہیں۔تو اس پر ذرا دیکھنا چاہئے اور اس کا ایک دفعہ منسٹر ہیلتھ صاحب اگر تشریف فرما ہیں یا نہیں ہیں۔تو وہ اس کو ذرا دیکھ لیں تاکہ اِس پر کوئی اچھی سی ہم لوگ، روز روز بات کرتے ہیں۔پانچ سال پہلے بھی ہم نے بات کی لیکن کسی نتیجہ پر ہم نہیں پہنچے ابھی بھی ہم بات کریں گے کہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچیں گے تو پھر اس کا مجرم ہم لوگ خود ہو جائیں گے۔اِس کو ہم دیکھ لیتے ہیں اور اچھی خاصی میرے خیال میں کوئی 80 ارب کے قریب کتنا ہماری ہیلتھ کا فنڈ ہے، بجٹ ہے۔تو ہم اس کو کوئی اچھے طریقے سے اگر اس کو خرچ کریں تو میرے خیال میں بہت ساری ہماری چیزیں بہت مسئلے حل ہو جائیں گے۔شکریہ میڈم۔

**میڈم ڈپٹی اسپیکر:** thank you۔جی اصغر ترین صاحب۔

**جناب اصغر علی ترین:** میدم! یہاں ساتھیوں نے ہیلتھ کے حوالے سے بات کی ہے۔سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ آپ medicine میڈیسن کتنے عرصے میں پرچیز کرتے ہیں؟ کیا ڈیپارٹمنٹ کے پاس یہ time frame ہے کہ وہ کتنے عرصے میں یہ میڈیسن پرچیز کرتے ہیں؟ پہلے یہ جو MSD کی بات یہاں ہو رہی ہے۔یہ پچھلی گورنمنٹ میں جام صاحب کی گورنمنٹ میں یہ بڑا step انہوں نے اٹھایا کہ MSD کو ختم کر دیا۔اور اختیارات میں ڈسٹرکٹ لیول تک اُن کو دے دیئے گئے۔اُس کی وجہ کیا ہے؟ اُس کی وجہ یہ ہے کہ MSD میں ہزاروں کے حساب سے bulk کے حساب سے میڈیسن پڑی پڑی expire ہوتی ہیں۔ضرورت کسی اور چیز کی ہوتی ہے میڈیسن کچھ اور پڑی ہوتی ہے ایک تو پیسوں کا ضیاع تھا۔اُس کے بعد اختیارات دے دیئے گئے ڈسٹرکٹ کو۔کہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ہے وہ اِس کو پرچیز کریگا۔میڈم! اِس کو بہتر بنانے کے لیے اَب اِس کو مزید اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے اب ہر علاقے کی ہر ڈسٹرکٹ کی مختلف بیماریاں ہیں۔کہیں کس قسم کی بیماریاں ہیں، کہیں اور قسم کی بیماریاں ہیں اور میڈم اسپیکر! یہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کو پتہ ہے کہ میرے پاس اِس ڈسٹرکٹ کے لیے کون کون سی میڈیسن کی ضرورت ہے۔یہاں کون کون سی بیماریاں ہیں یہاں

patients کس قسم کے patients کا flow زیادہ ہے اور زیادہ آ رہا ہے۔ تو میڈم! اِس پر focus کیا جائے۔ اور دوسرا میڈم اسپیکر! سب سے ضرورت بات یہ ہے کہ جس ڈسٹرکٹ کو آپ جو فنڈ declared کرتے ہیں میڈیسن کی مد میں، تو اُس کی پاپولیشن پر کی جائے۔ کہ اُس کی پاپولیشن کیا ہے ہمارے ہاں تقسیم کار یہ ہے کہ جی یہ district wise تقسیم کرو ایک ڈسٹرکٹ کی پاپولیشن دو لاکھ ہے ایک ڈسٹرکٹ کی پاپولیشن نو لاکھ ہے۔ ایک ڈسٹرکٹ کی پاپولیشن پانچ لاکھ ہے تو یہ جو distribution کا عمل ہے اِس کو معیاری بنائیں اور اِس پر پاپولیشن پر بحث کریں۔ اور میڈم اسپیکر! اس میں سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ آپ یہ اختیارات نیچے منتقل کریں۔ یعنی ہر کام سیکرٹری صاحب نے کرنا ہے ہر کام منسٹر صاحب نے کرنا ہے یہ جو DHO بیٹھے ہوئے ہیں ہمارا اسٹور میں۔ یہ جو MS صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے اسٹور میں۔ اِس نے جو بھی کاغذ sign کرنا ہے۔ اِس سے پہلے اوپر ڈپٹی سیکرٹری کو لکھنا ہے پھر یہ سیکرٹری کے پاس جائیگا پھر یہ وزیر کے پاس جائیگا۔ میڈم اسپیکر! بلوچستان کے حالات اُس وقت سنبھلیں گے یہ ہیلتھ کے حوالے سے۔ ایجوکیشن کے حوالے سے کہ آپ اپنے اختیارات نیچے لیول پر دیں۔ ہر بندے کی یہ خواہش ہے کہ سارے اختیارات میرے پاس ہوں۔ میرا قلم چلے میری خواہش کے مطابق چلے جس کی وجہ سے وہ جو، ایک facility دینا چاہ رہے ہیں پبلک کو لوگوں کو جو اُن کی پریشانی حل کرنا چاہ رہے ہیں، وہ حل نہیں ہو رہے ہیں یہ گورنمنٹ تجربہ کر لیں۔ یا وزیر صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ میڈم! یہ اگر اپنے اختیارات نیچے ڈسٹرکٹ لیول پر دیں گے۔ ہاں اوپن لیول پر آپ کمیٹی بنالیں۔ check and balance رکھیں۔ کسی قسم کا کوئی غلط کام ناں ہوں۔ کسی قسم کا کوئی illegal کام نہ ہوں۔ آپ رکھیں اور جو کرتا ہے اُس کو سزا اور جزا ہونے چاہیے اُس کو آپ دیں۔ آپ دیکھیں میڈم! ہیلتھ اور بالخصوص ایجوکیشن یہ کیسے قیمتی ڈیپارٹمنٹس ہیں میڈم! آپ دیکھیں ہمارے ڈاکٹرز آنے کو تیار نہیں ہیں یعنی آپ یقین جانیں میں مہینہ پہلے سیکرٹری ہیلتھ سے ملا ہوں کہ پشین Hospital میں ہمارا ICU تیار ہے بیڈ تیار ہیں ایک بیڈ کی قیمت 12 لاکھ روپے ہے۔ فیمیل، میل وارڈ سارا تیار ہے۔ ہمارا پاس اسٹاف نہیں ہے اِسکو run کرنے کے لیے ہمارے پاس فنڈ نہیں ہے اِس کو رنگ کا۔ اب کیا ہے وہ جو patients پشین میں attend نہیں ہوتا وہ کوئٹہ کا بن جاتا ہے۔ اور کوئٹہ میں flow زیادہ ہو جاتا ہے اِس طرح میڈم! یہ new born baby ward کا وارڈ تقریباً 2 سال سے تیار پڑا ہوا ہے۔ تمام facilities موجود ہیں۔ تمام آلات اُس میں موجود ہیں۔ لیکن ہمارے پاس ڈاکٹر نہیں ہے اُس کو رنگ کرنے کے لیے۔ ظاہر ہے یہ دو حساس محکمے اِس میں اگر patients کی خدانخواستہ جان ضائع ہوتی ہے تو بڑا مسئلہ بنتا ہے۔ اَب پچھلے دو مہینوں سے میں سیکرٹری صاحب کے پاس بھی گیا ہوں، منسٹر ہیلتھ صاحب کے پاس بھی گیا ہوں۔ کہ یہ دو ادارے ہمارے پاس ہیں۔ حالانکہ میڈم! پشین ی آبادی 9 لاکھ ہے۔ 9 لاکھ آبادی میں آپ کے صرف Hospital 5 ,bedded 4

کے ہم مشکور PSDP کی 2023-24ء میں۔ یہ 9 لاکھ آبادی میں 5 bed Hospital ہیں صرف bedded ہیں میر عبدالقدوس بزنجو صاحب کے اُنہوں نے visit کیا 50 bedded دیا ہمیں۔ کہ ہم آپ کو Fifty bedded Hospital دیتے ہیں ۔لیکن بدقسمتی سے یہ جو ابھی عمل جاری ہے۔ ہاں جو 2023-24ء کی PSDP ہے کچھ دے رہے ہیں، کچھ نہیں دے رہے ہیں۔ اِس میں سے اِسکو نکال دیں گے کہ جی یہ پیسے بہت زیادہ ہیں یہ آپ کو نہیں ملیں گے۔ اب ہمیں تو اپنے لیے نہیں چاہیے۔ ظاہر ہے کہ 9 لاکھ کی آبادی ہے، ڈسٹرکٹ پشین بہت بڑا شہر near to Quetta ہے۔ اگر اُس کی حالتِ زار یہ ہے کہ Hospital صرف 4 bedded, 5 bedded وہاں صرف ہاسپٹل present ہے باقی کچھ بھی نہیں ہے۔ تو میڈم یہ کیسے چلے گا مجھے آپ بتائیں۔ تو لہذا بات کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اپنی پاورز نیچے منتقل کریں DHO کو دیں MS کو آپ دیں۔ آپ یقین جانیئے کہ ایک عارضی ڈاکٹر کو بھرتی کرنے کے لیے بھی سمری سیکرٹری صاحب کے پاس جاتی ہے۔ ایک عارضی چپڑاسی کو بھرتی کرنے کے لیے سمری سیکرٹری کے پاس جاتی ہے۔ اور اُس سمری کو رکھ کر کے چار چھ مہینے لگ جاتے ہیں۔ اِس کو سفارش کرواؤ۔ اُس کو سفارش کرو۔ اِس کو فون کرو۔ یہ میڈم! آپ اگر بلوچستان کے زخم پر مرہم پٹی کرنی ہے، اگر آپ نے کام کرنا ہے تو میڈم! تھوڑے سے دل گردے کی بات ہے، گردہ بڑا کریں اور اپنی پاورز نیچے منتقل کریں کہ جس کو۔ پہلے آپ تو یہ منگوائیں کہ کس ہاسپٹل میں کس چیز کی ضرورت ہے کتنے ڈاکٹرز کی ضرورت ہے کتنی میڈیسن کی ضرورت ہے۔ کون کون سی میڈیسن ہیں۔ آپ تو کم از کم اس وقت تو گراونڈ پر ہیں آپ جائیں آپ فیلڈ میں جائیں گے تو آپ کو آئیڈیا اندازہ ہوگا۔ لیکن اگر بند کمروں میں بیٹھ کر zoom پر اور net کے ذریعے اور online کے ذریعے میٹنگ ہوگی تو میڈم! آپ کو کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ وہی بات نظر آئے گی جو اگلا بندہ بیٹھ کر آپ کو dictate کر رہا ہوگا کہ جی بھئی یہ اِس طرح ہے۔ لیکن درحقیقت بات یہ ہے کہ منسٹر ہیلتھ بڑے اچھے انسان ہیں میں اِن کے آفس کئی دفعہ گیا ہوں بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ آپ ہر ڈسٹرکٹ کی visit کریں آپ کو اندازہ ہو جائیگا آپ کو پتہ لگ جائے گا کہ بھائی کیا مشکلات ہیں۔ تو میڈم! یہ ایم ایس ڈی کی بالکل مخالفت کرتے ہیں۔ ایم ایس ڈی کا نہیں ہونا چاہیے۔ ڈسٹرکٹ لیول پر پرچیزنگ پاور ہو ٹائم فریم معلوم ہو۔ اور یہ جو انہوں نے قرارداد پیش کی ہے اِس کی ہم بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔

**میڈم ڈپٹی اسپیکر:** thank you ۔ جی رحمت صاحب۔

**میر رحمت علی صالح بلوچ:** میڈم اسپیکر! میں تھوڑا لیٹ ہوا تھا مذاکرات میں گئے تھے۔ میں خود محرک ہوں۔ جہاں تک اِس قرارداد کا تعلق ہے دیکھیں! ہم اگر ہیلتھ سروسز کو کمزور ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں یا اِسکی بہتری کے لیے، ایک

calculation ضرور کریں کہ جو ہاسپٹلز جس لیول کے ہیں۔ اب ہمارے کوئٹہ کے کم از کم سات ہسپتال ہیں اور 2015ء کے بعد جو میڈیکل کالجز بنے ہیں، ٹیچنگ ہسپتال ہمارے لورالائی ٹیچنگ ہسپتال، مکران ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جو کہ ٹیچنگ ہسپتال ہے three hundred bedded ہے۔ اسی طرح خضدار اور کوئٹہ کے اگر آپ ہسپتالوں کو لے لیں۔ خاص طور پر اگر میں سول ہسپتال کا ذکر کروں تو میڈم! اگر بجٹ کے حساب سے آپ دیکھ لیں تو اُس وقت کی پاپولیشن اور ابھی جو پاپولیشن ہے، ڈیلی ریشو ہسپتال میں 6 ہزار سے 12 ہزار OPD ہے یہ ریکارڈ ہے کہ 12 ہزار بندے ڈیلی صرف OPD visit کرتے ہیں۔ جو indoor patients ہیں، جو admitted ہیں، اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ تو کہنے کا مقصد ہے کہ این ایف سی ایوارڈ کے مطابق جب سے بلوچستان میں این ایف سی ایوارڈ announce ہوا تھا اُس کے بعد تمام ڈیپارٹمنٹس کے بجٹ بڑھ گئے ہیں۔ بلکہ تمام سیکٹرز کو زیادہ بڑھا دیا گیا ہے لیکن ہیلتھ کے بجٹ کو پہلی دفعہ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کی سربراہی میں اس حکومت نے 2.5% سے 15% تک لایا۔ یا 25% تک۔ اُس کے بعد اگر ہم دیکھیں آج میڈیسن کتنی مہنگی ہوئی ہے۔ اُس وقت صرف میں ایک مثال دے دوں ٹراما سینٹر کوئٹہ کا یہ establish ہوا تھا 2016ء میں۔ یہ 32 bedded تھا اُس وقت میں خود منسٹر تھا۔ اب یہ کام کر رہا ہے 64 bedded ٹراما سینٹر ہے۔ دیکھیں اُس وقت جو expenditure تھا ڈالر 105 روپے تھا آج 285 روپے ہے اب اگر آپ اندازہ لگائیں اگر ہیلتھ بجٹ کو آپ این ایف سی ایوارڈ کے percentage کے مطابق نہیں کرو گے آپ قطعی طور پر ٹراما سینٹر یا باقی ہسپتالوں میں سروسز نہیں دے سکیں گے۔ اب اُس وقت جب ٹراما سینٹر بنا تھا اِس میں سالانہ 12 ہزار patients آئے تھے۔ اب یہ کیا تعداد ہے 29 ہزار 177 مریض سالانہ یہ ریکارڈ ہے ان کا۔ لیکن آپ ادھر ستم ظریفی کی بات دیکھیں۔ کہ اس طرح کی تعداد میں لوگوں کو صرف آپ اس کا ایکسرے بجٹ کو دیکھیں جو چھ لاکھ چھ ہزار ہے۔ اب 29 ہزار بندے ہیں، سالانہ وزٹ کرتے ہیں سالانہ چھ لاکھ چھ ہزار اگر آپ divide کریں فی مریض پر کتنا پڑے گا؟ تو کہنے کا مقصد یہ ہے، تمام ہاسپٹلز کے حالات اسی طرح ہیں۔ اور میں یہ آپ سے گزارش کر رہا ہوں Custodian of the House کہ یہ صوبائی حکومت کا اختیار ہے۔ جیسے بہت سارے دوست ادھر کھڑے ہو کے بات کرتے ہیں کہ قرارداد پر implement نہیں ہوتا۔ دیکھیں ہمیں یہ گلہ ہے وفاق سے کہ ہماری قرارداد کی اہمیت نہیں ہے لیکن میں یہ امید رکھوں گا کہ موجودہ حکومت اس طرح کی اہمیت کی حامل قراردادوں کی implimentation پر یقین دہانی کرائے اور بلکہ یقینی طور پر کام کرے کیونکہ اگر بہتری لانا ہو تو اس طرح سے ہم اداروں میں، اسپیشلی ہیلتھ سروسز میں جو سروسز ڈیلیوری ڈیپارٹمنٹ ہے اس میں ہم بہتری لا سکتے ہیں۔ میں یہی امید کروں گا پورے ہاؤس سے کہ اس کو متفقہ طور پر اس قرارداد کو پاس کریں گے اور موجود حکومت اِس پر عملدرآمد کرے گی۔

thank you۔

**میڈم ڈپٹی اسپیکر:** thank you۔ جی مگسی صاحب۔

**میر محمد زرین خان مگسی:** جناب اسپیکر! اِن دو چیزوں کے اوپر، پہلے تو میں بھرپور حمایت کرتا ہوں اِس قرارداد کی، it's very important issue یہ بنیادی مسئلہ بھی ہے اور بنیادی حق بھی ہے۔ یہ بات ہوئی ہے provision of medicines کے اوپر۔ ابھی بات یہ ہے if we take NFC اور ہم یہ کہیں کہ زیادہ بجٹ ملے اور ملنا چاہیے ہمارا حق ہے ہمیں ملنا چاہیے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں یہ ایک solution اسکی خالی نہیں ہے۔ جب تک کہ یہ فنڈز on ground utilize نہیں ہوں، ہمارے مسئلے حل نہیں ہوں گے جب تک عوام کو direct فائدہ نہ ملے۔ جب تک یہ فنڈز گراونڈ پر یوٹیلائز نہ ہوں ہر ہاسپٹل ہر بی ایچ یو تک نہیں پہنچیں تو میں سمجھتا ہوں ہمارا یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ کیونکہ everyone knows کہ medicines procurements پر سب سے زیادہ خورد بُرد اور کرپشن ہوتی ہے۔ تو it goes back the same thing. کہ جب تک، ہمارے colleague نے ابھی کہا کہ جب تک ریگولیٹری باڈیز یا کوئی systems اور mechanisms in place نہ ہو یہ چیزیں چلتی رہیں گی۔ اسپیکر صاحبہ! بات یہ ہے کہ The first most important issue کہ میڈیسن جب آتی ہیں تو پہلے تو کافی بی ایچ یوز اور کافی جگہوں پر جی بجٹ نہیں ہے۔ اور بجٹ پاپولیشن کے based ہونا چاہیے۔ اگر پاپولیشن زیادہ ہو ایک شہر میں تو بجٹ اُسکے لیے مزید ملنا چاہیے۔ لیکن اُس سے زیادہ جی بجٹ ہے کافی جگہوں پر مگر دوائیاں نہیں ملتی ہیں۔ اِس لیے میں کہتا ہوں کہ جب تک سسٹم اور میکنزم in-placed نہ ہوں۔ اور یہ چیزیں ہم گراونڈ پر خود نہیں دیکھیں تو یہ پرابلم جی حل نہیں ہوگا۔ اور دوسری چیز بڑی اہم ہے وہ ہے fake medicines.۔ کافی جگہوں پر fake medicines آتی ہیں جی۔ پیناڈول آپ دیکھ لیں باہر کی پیناڈول کی ایک گولی آپ کھالیں آپ کی طبیعت آپ کی صحت صحیح ہو جاتی ہے۔ اِدھر لوکل جو میڈیسنز ہیں آپ کو چار چار، پانچ پانچ لینی پڑتی ہیں پھر جا کر کے طبیعت آپ کی صحیح ہوتی ہے۔ تو جب تک یہ fake medicines کے اوپر ایک ریگولیٹری باڈی یا ایک سسٹم یا میکنزم in-place نہیں ہوگا یہ چیزیں بڑی نقصان دہ ہیں جس سے کافی جانیں گئی ہیں۔ کافی لوگوں کی طبیعت خراب ہوئی ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں fake medicines کے اوپر اور اسکے ساتھ ساتھ یہ جو قرارداد ہے، it is very important بہت اہم ہے۔ لیکن اُس کے ساتھ ساتھ جی fake medicines کے اوپر بھی میں سمجھتا ہوں یہ add کرنا چاہیے۔ thank you

**میڈم ڈپٹی اسپیکر:** جی ظفر علی آغا صاحب۔

**سیّد ظفر علی آغا:** میڈم اسپیکر! آج جو قرارداد نمبر 12 پیش ہوئی ہے اِس کی ہم حمایت کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ

میڈم سپیکر! اِس کی جو میں نے محسوس کیے ہیں پشین میں ایک 15 دن پہلے ہم لوگوں نے ایک وِزٹ کیا تھا سول ہاسپٹل کا۔ وہاں کچھ لوگ ہمارے پاس آئے وِزٹ کے دوران کہ جناب ہمیں پانچ میڈیسن لکھ کر کے دیے ہیں ان میں سے تین سٹور سے مل رہے ہیں دو نہیں مل رہے ہیں۔ آپ میڈم سے گزارش ہیں کہ جو میڈیسن سٹور سے یا سٹور میں ہوتے ہیں وہی ڈاکٹرز اگر لکھیں تو اُس سے تھوڑے سے جو غریب طبقہ ہیں اُن لوگوں کی اور وہ facilitate بھی ہوں گے۔ اور اُن لوگوں کے پاس پیسے بھی نہیں ہوتے۔ وہ دو میرے میڈیسن رہ جاتے ہیں اور دُور دراز علاقوں سے وہ لوگ آتے ہیں۔ دوسرا ایشو میڈم! جو مَیں نے بہت نزدیک سے دیکھا ہے کہ جو میڈیسن یہاں استعمال ہوتی ہیں ہمارے بلوچستان میں اُس کا تھوڑا سا آڈٹ ہونا چاہیے۔ کیونکہ آڈٹ ہونا اس کا بہت لازمی ہے۔ میڈم! بہت سے مریض آپ یقین کریں کہ جس ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اس ڈاکٹر کے پاس ساتھ ہی ایک سٹور ہوتا ہے۔ اُس سٹور میں وہ میڈیسن ڈاکٹر صاحب لکھتا ہے۔ جو بازار میں سے یا مارکیٹ میں سے جو وہ لیتا ہے اس کی پرائس کچھ اور ہوتی ہے میڈیسن کے ڈبے پر آپ دیکھ لیں اُس پر ریٹس کچھ اور ہوتے ہیں۔ اُس کی وجہ سے لوگوں کو یہ پریشانی زیادہ تر محسوس ہوتی ہے کہ یہ میڈیسن شاید دو نمبر ہیں۔ اور وہ کام نہیں کرتے۔ لہٰذا چیف منسٹر صاحب آج بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ اِن چیزوں کو بہت نزدیک سے دیکھا بھی ہے اور اس پر ایکشن بھی لیتے ہیں۔ کیونکہ اگر اس میڈیسن کو ہم اس پر بات نہ کریں تو شاید اللہ بھی ہمیں معاف نہیں کرے گا۔ جو دو نمبر میڈیسن ہیں میں گزارش کرتا ہوں ہیلتھ منسٹر صاحب بہت brave آدمی ہیں۔ اور میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے اوپر سخت سے سخت ایکشن لیا جائے تاکہ جو میڈیسن جو زہر اس شہر میں بکتا ہے اس کے اوپر فی الفور ایکشن لیا جائے تاکہ وہ بند ہوں۔ اور لوگ اُس سے جو فائدہ لیتے ہیں اُسکے برعکس وہ ایک زہر ہے جو لوگ اُس زہر کو کھاتے ہیں یا پیتے ہیں تو یہ نہیں ہونا چاہیے میڈم اسپیکر صاحبہ! اور ہم اس قرارداد کی حمایت بھی کرتے ہیں اور اس کو سراہتے بھی ہیں۔ بہت شکریہ میڈم thank you.

**میڈم ڈپٹی اسپیکر:** thank you۔ جی جناب اسداللہ صاحب۔

**میر اسداللہ بلوچ:** شکریہ میڈم اسپیکر۔ قرارداد کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں، وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہیں۔ دیکھیں کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ ملک کو چلانا، ڈیپارٹمنٹ کو چلانا، صوبہ کو چلانے کے لیے آپ کے پاس جامع پالیسی ہونی چاہیے۔ سطحی بنیاد پر چھوٹے مسئلوں کو discuss کر کے ہم کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ کافی وقت گزارے، ستر، پچھتر سال تقریریں ہوئیں۔ قرارداد پاس ہوئی باتیں ہوئیں ہم نے کیا تجربہ کیا بلوچستان تجربہ گاہ ہے، غریب صوبہ ہے، پیسے آتے ہیں کیسے خرچ ہوتے ہیں ایم ایس ڈی جو کہ یہ ایسا ہاتھی تھا۔ اربوں روپے ٹینڈر کر کے تباہی مچادی گئی۔ لیکن بعد میں پوچھنے والا کوئی نہیں۔ ہم چاہتے ہیں اپوزیشن بینچ پر بیٹھے ہوئے بھی ہم recommendation کرتے

ہیں۔ جیسے اُس روز یا زمینداروں کا مسئلہ اِس فلور پر میں نے recommendation کیا۔اسی پر عمل ہوا اور اچھا رزلٹ ہوا۔ اچھا کیا چیف منسٹر صاحب اپوزیشن کو سنتے ہیں اس پر عمل کرتا ہے۔اس کی گورنمنٹ کی اپنی بہتری میں ہے، یہاں بھی recommendation کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر میں گھنٹہ بولوں، بول سکتا ہوں۔لیکن one agenda, one solution.بلوچستان کے 36 اضلاح ہیں اِن کو autonomous کریں،قانون سازی کریں اِن کو خودمختار کریں۔ اور ایک ایک ارب روپے seed money کے طور پر رکھ دیں۔ بلوچستان میں ایک انقلاب ایک چینج آئے گا۔one agenda, one solution آپ دیکھیں گے کہ کتنا چینج آئے گا۔ ایک DHO اپنے حلقے میں کہیں اُس کے علاقے کے لوگ آتے ہیں۔وہ کوڈوفائلین کا ایک پتہ،ڈسپرین کا ایک پتہ نہیں خرید سکتا ۔ بلوچستان گورنمنٹ نے اُس کو ایمبولینس دی ہے، وہ اُسی جگہ پر ٹھہر ٹھہر کر سَڑ جاتی ہے۔ اِسی پر اگر آئیں قانون سازی کریں اسمبلی میں ایک ایکٹ پاس کریں میرے خیال میں اس گورنمنٹ کے لئے نیک نامی ہوگی ہماری پارٹی کی جانب سے ایک recommendation ہے۔شاید اس پر سوچیں بہتری ہوگی۔

**میڈم ڈپٹی اسپیکر:** thank you. اِس قرارداد پر کسی نے بات کرنی ہے؟جی دستگیر بادینی صاحب۔

**حاجی غلام دستگیر بادینی:** شکریہ میڈم اسپیکر! جو قرارداد ہے مَیں اس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں ۔ میڈم اسپیکر! drugs کے حوالے سے یا میڈیسن کے حوالے سے آپ یقین کریں کہ جیسے ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے بات کی، پاپولیشن وائز یا جو مین نیشنل ہاویز پر جو ڈسٹرکٹس ہیں،کم ازکم وہاں کوٹہ بڑھانے کی ضرورت ہے۔ایمرجنسی میں جو روڈ ایکسیڈنٹ ہوجاتے ہیں ۔اور جو اہم چیز ہے اُسکو مَیں highlight کرنا چاہوں گا۔ابھی گرمیوں کا سیزن ہے۔اور بلوچستان کے جیسے میرے معزز رکن نے کہا کہ 36 اضلاع ہیں۔میڈم اسپیکر! جو سانپ اور بچھو کے کاٹنے کے انجکشن ہیں، تو میری ریکویسٹ ہے معزز منسٹر ہیلتھ سے۔اور چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ ابھی جو سیزن وائز جو ابھی گرمیوں کا سیزن ہے کم ازکم یہ چیزیں مہیا ہونی چاہئیں۔ایمرجنسی کیس ایسے ہوجاتے ہیں میڈم! مریض کو جب کوئٹہ ریفر کیا جاتا ہے، کئی اضلاع میں ہو چکے ہیں کہ جو مریض ہیں وہ expire ہوجاتے ہیں۔میری گزارش ہے کہ جو tablets کا یا دوسرے انجکشن کے جو ہمارے ڈیمانڈز ہیں، وہ اپنی جگہ پر جو life saving drugs ہیں وہ کم ازکم مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ بھی گرم علاقے سے تعلق رکھتی ہیں میڈم اسپیکر۔ اِسی طرح بلوچستان میں 36 اضلاع میں ایسے کیس بہت ہوجاتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہر ضلع میں کم ازکم جو 36 اضلاع ہیں،اُن میں یہ life saving drugs سانپ اور بچھو کے انجکشن ایمرجنسی میں available ہوں۔شکریہ۔

**میڈم ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔جی بلیدی صاحب۔

میر ظہور حسین بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): شکریہ میڈم اسپیکر۔ یہ جو قرارداد اسمبلی میں ٹیبل ہوئی ہے، انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے ہیلتھ سیکٹر کو جس طرح functional کرنا چاہیے اور جس کا فائدہ ہر شخص کو ملنا چاہیے، اسی طرح نہیں ہے مسائل بہت زیادہ ہیں۔ اگر ہیلتھ کے مسائل آپ گننا شروع کر دیں تو بیشمار مسائل سامنے آئیں گے۔ اور چیف منسٹر صاحب کی قیادت میں اُنہوں نے مختلف میٹنگیں کی ہیں۔ اور اُنہوں نے commitment بھی کی ہے کہ ایک ریفارمز لے آئیں گے. across the board جتنے بھی سوشل سیکٹر کے محکمے ہیں اِن کی استعدادِ کار کی بہتری پرفارمنس اور جو end-consumer ہیں اُن تک اُس کا فائدہ پہنچائیں گے۔ تو جس طرح ہمارے ممبران نے بات کی اور بہت اچھی اور مناسب تجاویز دیئے۔ اس میں اُن کی تجاویز تھیں کہ جب ریفارمز کمیٹی اپنی ورکنگ مکمل کریگی اور چیف منسٹر صاحب کو report submit کریگی تو اُس پر ضرور غور وخوص ہوگا۔ لیکن میری اپنی رائے یہ ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اِس روایتی طریقہ کار سے چل نہیں پا رہا ہے۔ اور یہی حال ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا ہے۔ ایک خطیر رقم اس provincial exchequer سے خرچ ہو رہا ہے تقریباً 80 بلین۔ لیکن اُس کا جو رزلٹ ہے وہ تقریباً 20% کے قریب نہیں ہے۔ تو یہ ہم سب کے لئے سوچنے کا مقام ہے۔ دنیا نے بڑی اچھی اور اچھی practices adopted کی ہیں۔ اور اس کا بہترین حل یہی ہے کہ جتنے بھی ہمارے ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال ہیں انکو autonomous کریں لیکن اُسکے لئے ضروری ہے کہ جو ہیلتھ کے ایمپلائز ہیں وہ بھی کچھ compromises کریں۔ اور حکومت بھی اپنی resolve اور اپنی commitment دکھائے گی۔ اور ہیلتھ منسٹر صاحب بڑے پڑھے لکھے اور energetic شخصیت ہیں۔ اور اس پر ضرور کام کر رہے ہونگے۔ لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہم decentralization میں اگر جائیں financial اور administrative، تو یہ بہتر ہو سکتے ہیں۔ دوسرا ایک اہم مسئلہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں کئی صدیوں سے چلتا آرہا ہے کہ lack of planning and mismanagement اب ایک ضلع میں اگر ایک ڈی ایچ او کو کچھ RHCs کی ضرورت ہے لیکن ہم نے بے تحاشہ بی ایچ یوز بنا دیئے ہیں جو کہ abundant ہیں لوگ بھرتی ہو چکے ہیں۔ لیکن وہاں نہ ڈاکٹر موجود ہیں نہ پیرامیڈکس موجود ہیں نہ کوئی دوائی ہے اور بلڈنگیں بھی کھنڈرات ہوگئی ہیں۔ اس پر ایک میجر سرجری کی ضرورت ہے۔ چھوٹی موٹی سرجری سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اسمبلی کی حکومتی بینچز اور اپوزیشن بینچز دونوں اس بات پر متفق ہو جائیں کہ ہم نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو ٹھیک کرنا ہے۔ کل اگر حکومت کوئی اقدام لیتی ہے اور اس اقدام سے ضرور کچھ ملازمین بھی متاثر ہونگے۔ کچھ کی interest بھی متاثر ہوگی تو پھر اسکو exploit نہیں کرنا ہے حکومت کا ہاتھ بٹانا ہے۔ اور چیف منسٹر صاحب خود یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ اور اُنہوں نے جیسے ہی یہ منصب سنبھالا، سب سے پہلے

میٹنگ شروع کی اور problems کو identify کیا۔اور ایک کمیٹی بنادی جو اُس پر ورکنگ کررہی ہے اور مجھے یقین ہے اور انشاءاللہ ہم اس پر معاملہ کو آگے بڑھائیں گے۔لیکن مَیں پوری اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ کل اگر یہ میجر سرجری کی طرف حکومت گئی تو پھر وہ اسکو exploit نہ کریں بلکہ ہمارا ساتھ دیں۔شکریہ۔

**میڈم ڈپٹی اسپیکر:** thank you بلیدی صاحب۔جی اسفند یار کاکڑ صاحب۔

**جناب اسفند یار خان کاکڑ (پارلیمانی سیکرٹری برائے اربن پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ):** بہت شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔ یہ ایک اہم موضوع ہے ہیلتھ کے حوالے سے۔تھوڑی سی اپنی رائے دینا چاہتا ہوں اِس ایوان کے توسط سے اور خاص طور پر چیف منسٹر صاحب اور ہیلتھ منسٹر صاحب بیٹھے ہونگے۔چونکہ مَیں گورنمنٹ کا حصہ ہوں چیف منسٹر صاحب کی پارٹی سے ہوں اُن کا ساتھ ہوں۔لیکن بلوچستان کو over-all ہم سب کو ٹھیک کرنا ہے۔جس طرح ہماری کوئی بھی تجویز ہو یا ہمارا کوئی کام ہو یا جہاں ہماری پہنچ ہو، ہم ایک رائے دے سکتے ہیں اور اُس کی طرف جائیں گے انشاءاللہ۔مَیں سب سے پہلے ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ میڈیسن پر کوئی بھی compromise نہیں ہونا چاہیے میڈم۔سارے fake بن رہی ہیں کراچی اور لاہور میں۔اور ان میڈیسن میں جو خاص چیز ہے جو میڈیسن انسان کے لئے ہیں وہ بنائی ہی نہیں جاتیں اُن کی جگہ سارا پوڈر دیا جارہا ہے نمبر ایک۔اِس پر کوئی compromise نہیں ہونا چاہیے دوسری بات یہ ہے کہ ہسپتالوں کی حالتِ زار کو آپ نے دیکھ لیا۔اور شروع شروع میں جب چیف منسٹر صاحب تھے جب کابینہ بنی نہیں تھی۔اُنہوں نے خود بھی وِزٹ کیا اور کئی ہسپتالوں میں وہ خود گئے ہر وقت جاتے تھے رات کو بھی گئے، خود اُنہوں نے چھاپے مارے اور اُنہوں نے خود جائزہ لیا۔یہ تو شہر کا حال ہے آپ interior پر آئیں، ہماری طرف آئیں، باقی علاقوں میں جائیں۔مَیں خود اپنے حلقے ضلع پشین کی بات کررہا ہوں۔اس وقت بالکل وہاں اگر BHUs ہیں، RHCs ہیں، یہ بالکل بند ہونے کے برابر ہیں اور بند ہیں وہاں ڈاکٹرز نہیں آرہے ہیں۔ہمارے بلوچستان میں بہت زیادہ ہمیں مسائل ہیلتھ اور ایجوکیشن کے ہیں۔وہ یہ ہے کہ ڈاکٹرز سارے اپنے لگتے ہیں اور ڈیوٹی پر کوئی نہیں آتا۔اور اگر کہیں انکو تو زندہ باد یا مردہ باد۔تو وہ political بن جاتے ہیں پھر آپ کو کوئی ووٹ نہیں دیتے ہیں۔مَیں چیف منسٹر صاحب سے یہ request کرتا ہوں کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ پر کوئی compromise نہیں ہونا چاہیے اس پر ریفارمز لائیں۔جتنی بھی بہتری ہوسکتی ہے اس کو بہتر بنانا چاہیے اور خاص طور پر جتنی بھی آرگنائزیشن ہیلتھ پر کام کررہی ہیں یا ہماری ایجوکیشن پر کام کررہی ہیں، وہ بھی صحیح طرح کام نہیں کررہی ہیں۔وہ تو ابھی اتنے آگے گزری ہیں کہ اُن سے کوئی پوچھ بھی نہیں رہا ہے۔خود سے آرہی ہیں ضلع میں لگی ہوئی ہیں، خود سے بھرتیاں بھی کررہی ہیں اور اسی مد میں، میڈیسن کی مد میں، باقی مدمیں، بہت زیادہ بجٹ بھی اُن کے پاس آرہے ہیں لیکن وہ بھی خورد برد کی نذر ہورہے ہیں۔میں اسی ایوان کے توسط سے چیف منسٹر صاحب، ہیلتھ منسٹر اور سب

سے گزارش ہے میری کہ ان کو بھی پابند کیا جائے اور خاص طور پر ہیلتھ والوں اور ایجوکیشن والوں کو کہ وہ بھی باقاعدہ اُس حلقے کے اُس علاقے کے ایم پی ایز کے ساتھ contact میں رہیں۔ اور پچھلے دو سال کا پروگریس اُنکو بتائیں کہ ہم نے یہ کیا ہے ہم نے یہ achievements کی ہیں۔اور رہ گیا in-future ہم نے کیا کرنا ہے تو تھوڑا تھوڑا کر کے ایک چیز بنے گی انشاء اللہ گورنمنٹ کی طرف سے ہم لگے ہوئے ہیں پوری کوشش کریں گے۔اس میں کسی کو بھی چاہیے جو بھی ہو ڈی ایچ او ہو چاہے اُسکا کوئی بھی میڈیکل سٹاف ہو،مَیں بہت افسوس سے کہہ رہا ہوں کہ برشور، توبہ کاکڑی اور باقی جو متصل علاقے ہیں کوئی بھی ڈاکٹر نہیں آرہے ہیں بالکل ہسپتال بند پڑے ہوئے ہیں سی ڈیز بند پڑے ہوئے ہیں۔سب کچھ بند پڑے ہوئے ہیں۔ مَیں سی ایم صاحب سے اسی فلور پر اس لئے کہہ رہا ہوں اکیلے میں بھی بتا سکتا تھا لیکن اسلئے کہہ رہا ہوں کہ میرے علاقے والے سارے ہم سے گلہ کرتے ہیں کہ آپ نے فورم پر یہ بات نہیں کی ہے۔خاص طور پر ایجوکیشن اور ہیلتھ کے حوالے سے۔تو اس کو بہت زیادہ focus کرنا چاہیے اس پر کوئی compromise میرے خیال میں نہیں ہونا چاہیے۔اور جو ڈیوٹی پر نہیں آتا جو ڈیوٹی نہیں کرتا اُسکے لئے جو بھی اقدامات کرنے ہیں سخت سے سخت اقدام اسکے لئے ہونا چاہیے۔بہت شکریہ۔

**میڈم ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔جی میر علی مدد جتک صاحب۔

**میر علی مدد جتک (وزیر زراعت وکوآپریٹوز):** شکریہ میڈم اسپیکر! بسم اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم۔جس طرح دوستوں نے کہا مَیں بھی کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ جب سالانہ بجٹ پیش ہوتا ہے اور جب ہیلتھ کے لیے میڈیسن کے لیے جو پرچیز کیئے جاتے ہیں مَیں چیف منسٹر صاحب سے یہ ریکوئیسٹ کرنا چاہتا ہوں کہ اِس پر چیک اینڈ بیلنس رکھیں اور ایک کمیٹی بنالیں کیونکہ آپ کو پتہ ہے کہ ہیلتھ کا سالانہ بجٹ میرے خیال میں 80 ارب کے لگ بھگ ہے۔اور ہمارے لوگوں کو جو سہولت، آپ ڈھاڈر جائیں، جناب بخت کاکڑ گئے تھے اُنکے کسی دوست کا وہاں کوئی ایکسیڈنٹ ہوا تھا، وہاں کوئی ڈاکٹر موجود نہیں تھا۔ یہ کوئٹہ شہر میں ہوسکتا ہے ڈاکٹر موجود ہوں، باقی دیہاتوں میں تو صرف تنخواہ لیتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ڈاکٹرز ماں باپ کی حیثیت رکھتے ہیں۔اگر ڈاکٹر علاقے میں نہ ہوں اور خصوصاً جو دو نمبر میڈیسن آج کل میڈیکل سٹورز میں یا دوسری جگہ پر بیچی جارہی ہیں اس پر کنٹرول کیا جائے یہ انسان کی زندگی اور موت کا سوال ہے اس کو ہم چیک نہیں کرتے ہیں۔ جب ٹینڈر ہو جاتا ہے مختلف کمپنیاں آجاتی ہیں کہ ہم میڈیسن آپ کو دیں گے اس پر سی ایم صاحب ایک کمیٹی بنالیں ایم پی ایز یا منسٹرز کی جب بھی میڈیسن خریدی جائے اس کو چیک کیا جائے کہ ایک نمبر ہے یا دو نمبر اور دوسرے مختلف ڈسٹرکٹس جہاں جہاں سے ہمارے دوست جیت کے آئے ہیں ہونا تو یہ چاہیے کہ وہ خود چھاپے لگائیں چیک کریں تا کہ ڈاکٹر موجود ہے یا نہیں۔ جو ہماری حکومت کا حصہ ہیں یا اپوزیشن یہ سارے کسی نہ کسی ڈسٹرکٹ سے ان کا تعلق ہے چیک

کریں اگر ڈاکٹر موجود نہیں ہے سی ایم صاحب اس کے ساتھ ڈائریکٹ ہیں فون کر کے ان کو سسپنڈ کریں یا جس طرح ٹیچر نہیں جاتے ہیں یہ ہمارے بچوں کی زندگی کا سوال ہے انکے مستقبل کا سوال ہے یا کوئی ٹیچر اگر سکول نہیں جاتا ہے بچوں کو نہیں پڑھانے کے لئے تو وہاں کے ایم پی اے کو چاہیے کہ وہ اپنے لوگوں کے تھرو یا خود چیک کریں کہ ٹیچر آتا ہے یا نہیں ؟اگر نہیں آتا ہے تو اس کو سسپنڈ کریں۔ کیونکہ وہ تنخواہ لیتا ہے۔ یہ بچوں کو پڑھانے کے لیے یا ڈاکٹر اس علاقے کے لوگوں کی زندگی بچانے کے لیے ان کو تنخواہ اور مراعات دی جاتی ہیں۔ اگر ڈاکٹر وہاں نہیں جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں تمام سیاسی پارٹیاں ہیں سیاسی پارٹیوں سے ان کا تعلق ہے۔ اپنے کسی ورکر کو بولیں کہ آپ چیک کریں کہ ڈاکٹر آیا ہے یا نہیں آیا؟ اگر وہ نہیں آیا ہے تو سی ایم صاحب کو رپورٹ دیں اس کو اُسی ٹائم سسپنڈ کریں۔ thank you جناب اسپیکر۔

**میڈم ڈپٹی اسپیکر:** مولوی نور اللہ صاحب! آپ کی طرف سے چھٹی کی درخواست دی گئی تھی، جبکہ آپ تشریف فرما ہیں اسمبلی ہال میں۔ آیا آپ کی چھٹی کو منسوخ کیا جائے؟ ok جی مولوی نور اللہ صاحب کی چھٹی کو منسوخ کیا جاتا ہے۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 12 منظور کی جائے؟ منظور کی جاتی ہے۔ مشترکہ قرارداد نمبر 12 منظور ہوئی۔

**میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان):** میڈیم اسپیکر۔

**میڈم ڈپٹی اسپیکر:** جی قائد ایوان صاحب۔

**قائد ایوان:** شکریہ میڈیم اسپیکر! ہمارے دوست جرنلسٹ، صحافی جو یہاں بائیکاٹ کیا ہے، ہماری اُن کے ساتھ بات چیت ہوئی۔ مَیں اُن کا شکر گزار ہوں کہ وہ واپس تشریف لائے ہیں۔ اور اُنہوں نے بائیکاٹ ختم کر دیا ہے۔ مجھے یہی بتایا گیا ہے۔ وہ شاید یہاں تو نہیں آئے ہیں لیکن کیمرہ مین یہاں آئے ہوئے ہیں۔ آگئے ہیں؟ جی اچھا! جی آگئے ہیں۔ تو مَیں اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں August Hall کی طرف سے۔ یہ جو واقعہ ہوا ہے پریس کلب میں میڈم اسپیکر! اسکے تمام محرکات کے لیے ایک انکوائری کمیٹی بٹھا دی گئی ہے۔ ہم انشاءاللہ اس کی انکوائری کریں گے۔ پاکستان پیپلز پارٹی یا کوئی بھی جمہوری حکومت ہو، کوئی بھی جمہوری روایات ہوں، پریس کلب کی بڑی امپورٹنس ہے۔ اور پریس کلب میں یا کسی کی آواز دبانے کی نہ ہماری سوچ رہی ہے، نہ آئندہ اِس طرح کی کوئی سوچ پروان چڑھے گی۔ ایشوز ضرور ہوتے ہیں، گاہے بگاہے حکومتوں میں اِس طرح کے معاملات ہوتے ہیں۔ اُس کو اگر آپ کہہ لیں کہ intentionally ایسا کیا گیا ہے تو میرے خیال سے کہ وہ انکوائری میں سامنے آجائے گا کہ What happened ectually. آرٹیکل 19 کی بات کی میرے دوستوں نے میڈم اسپیکر صاحبہ!

There is an Article in the Constitution of Pakistan, which is Article No.5

اگر اِس کو غور سے پڑھیں تو ہمیں اِس آرٹیکل کو ضرور پڑھنا چاہیے۔ وہ کہتے ہیں unconditional loyality towards State. تو یہ جو آرٹیکل 5 ہے اِس کو اکثر ہم miss کر دیتے ہیں۔ جب آرٹیکل 19 پڑھ رہے ہوتے ہیں تو اِسکو آرٹیکل 5 کو ساتھ ملا کے پڑھ لیں تو بہت ساری چیزیں ہماری ایڈریس ہو جائیں گی۔ علاوہ ازیں میڈم اسپیکر! ایک اور چیز کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور اِس August Hall کی، میری جو خواہش تھی کہ ہم adjournment motion لیکر کے آئیں لیکن چونکہ ہماری فلائٹ وہاں سے لیٹ ہوئی۔ اور ہم adjournment motion نہیں لا سکے۔ اگر اپوزیشن لیڈر صاحب کا consent ہو اور اپوزیشن کے دوستوں کا اور حکومت کے دوستوں کا consent ہو تو ایک بڑا ایشو آج کل جو بلوچستان کا ہے، مَیں چاہتا ہوں کہ اُس پر یہ August Hall جو کہ نمائندہ ہال ہے، جو کہ پورے بلوچستان کی نمائندگی کرتا ہے، گوادر سے لیکر ژوب تک جتنے بھی آنرایبل ممبرز ہیں، وہ SBK کے حوالے سے جو ہمارے ٹیسٹ ہوئے تھے اور SBK کو جو consultancy ملی تھی ٹیسٹنگ سسٹم آیا تھا اور اُس پر ہم نے ٹیچرز کی recruitments کیلئے کہا تھا اور پھر وہ کیس آنرایبل ہائی کورٹ میں گیا۔ وہاں سے آنرایبل سپریم کورٹ میں گیا۔ اور سپریم کورٹ کا ایک decision آیا۔ اگر ہمارے دوست آج prepared ہیں، مَیں چاہتا ہوں کہ اِس پر ایک objective debate ہو اِس ہال میں کہ ایک consenses develop ہو سکے۔ کہ ایک atleast ایک sense آ سکے کہ بلوچستان کے لوگ اس پر چاہتے ہیں کیا؟ because بہت بڑی division ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اِس پر بہت irregularities ہوئی ہیں۔ بہت پیسوں کا لین دین ہوا ہے، خرید و فروخت ہوئی ہے۔ پہلے دن سے ہماری حکومت اِس بات پر فرم ہے کہ کسی بھی طریقے سے بلوچستان کے لوگوں کو یہ جو نوکری بیچنے کا سلسلہ ہے، اِسکو روکا جائے۔ اِسکو discourage کیا جائے۔ اور میرٹ پر بھرتیاں کی جائیں۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) اور پھر ٹیچرز کا معاملہ ہو تو میڈم اسپیکر! تو پھر اور sensitive ہے کیونکہ جس ٹیچر نے بھرتی ہونا ہے۔ اگر وہ میرٹ پر بھرتی نہیں ہوگا تو پھر وہ کیا کوالٹی ایجوکیشن دے سکے گا؟ تو یہ ہال ہے، جس نے debate کرنی ہے، جس نے کوئی solution پر جانا ہے۔ تو مجھے input چاہیے اِس August Hall کی، اپوزیشن کی، ظاہر ہے کیبنٹ سے مَیں input بھی لے سکتا ہوں۔ باقی اپنے ممبرز سے بھی لے سکتا ہوں۔ لیکن جب اِس August Hall میں Debate ہوگی تو پھر بلوچستان کے لوگوں کو پتہ چلے گا کہ What is happening. ہو سکتا یہ جو کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ irregularities نہیں ہوئی ہیں اور کافی عرصے سے shortage ہیں۔ بارہ ہزار کے قریب اسکولز بند ہیں۔ جلد سے جلد بھرتیاں ہو جائیں۔ اور کس طریقے سے ہوں۔ اور پھر کس طرح ہوں۔ کیونکہ یہ تو ہم نے، ہماری ایک belief ہے یا کہ ہماری ایک سوچ ہے، ہم وہ سوچ مسلط کبھی بھی نہیں

کرنا چاہتے ہیں۔اس لیے مَیں کہتا ہوں کہ objective debate ہو جائے، کہ ہم نے ہیلتھ میں، ابھی ہیلتھ پر جو دوست قرارداد پر بات کر رہے تھے۔ دیکھیں ہیلتھ اور ایجوکیشن وہ sectors ہیں جن پر ہماری کرپشن کی وجہ سے، ہماری irregular بھرتیوں کی وجہ سے اور کوشش ہماری یہ رہی۔ہم نے اپنے سارے ادارے تباہ کیئے actually کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بھرتی کریں۔ اور میرٹ کو پامال کریں اور اُس سے کیا ہوا کہ ہمارے ہاں ایک concept develop ہو گیا کہ جو سرکاری ملازم بھرتی ہو گیا، سب نے، اکثریت کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ ایک تو اُنکو نکالنا اُنکو sack کرنا بہت مشکل کام ہے۔اور اُسکے لیے جو ہم نے regularities بنائی ہیں، وہ encourge کرتی ہیں ایک سرکاری ملازم کو زیادہ سروس میں رہنے کے لیے، وہ کام کریں یا نہ کریں۔ اور پھر ہم میں جتنی بھی powers ہیں، وہ ہمیشہ centeralized رکھی ہیں۔ کہ ایک DHO ہے، ایک EDO ہے، وہ کسی کو hire نہیں کر سکتا۔کسی کو فائر نہیں کر سکتا، اسکول کا ہیڈ ماسٹر کسی کو فائر نہیں کر سکتا تو کیسے وہ ایک اسکول کو بہتر کرے گا؟ جب ایک بندہ کام ہی نہیں کر رہا ہے۔ ہمارے ہاں ہم نے دیکھا ہے کہ اگر آپ ہیلتھ میں دیکھ لیں تو 80 ارب کے قریب پیسے اِس غریب حکومت سے جاتے ہیں بہتری کے لیے، کس کی بہتری کے لیے؟ چار قسم کے لوگ ہیں جو اپنا علاج کرواتے ہیں۔ایک وہ ہے جو upper elite class ہے۔جس میں شاید مَیں بھی شامل ہوں اپنا علاج وہ باہر جا کر کروالوں گا، کہیں اور کروالوں گا۔ پھر ایک کلاس وہ ہے جو پاکستان کے مختلف hospitals ہیں وہاں جا کر آغا خان میں کروا لیتے ہیں، شِفاء انٹرنیشنل میں کروا لیتے ہیں یا کہیں اور کروا لیتے ہیں۔ پھر ایک middle class ہے جو یہاں کے private hospitals ہیں وہاں جا کر اپنا علاج کرواتے ہیں۔تو بہت سارا filter لگ جاتا ہے۔ جو بالکل غریب ہیں، جو عام بلوچستانی ہیں، وہ جاتے ہیں ہمارے سرکاری ہسپتالوں میں۔تو جب وہ سرکاری ہسپتال میں جاتے ہیں اِتنے پیسوں کے input کے باوجود اور ہم اُسکا علاج نہیں کر پاتے۔ پرائمری جو health care ہے، اُس کا حال ہمارے سامنے ہے۔تو آیا اب کون سا ماڈل ہوگا، ہم نے اُس پر جو reforms کی طرف ہم جا رہے ہیں ہیلتھ میں، جس طرح اسد بلوچ صاحب فرما رہے تھے اور Honourable Minister Planning فرما رہے تھے کہ ہمیں autonomous bodies بنانی پڑیں گی autonomous کی طرف جانا پڑے گا، semi-autonomous کی طرف جانا پڑے گا، privatization کی طرف جانا پڑے گا، یہ دو تین models ہیں، کیونکہ جو models ابھی existing ہیں وہ تو معاف کیجیئے گا مَیں معافی چاہتا ہوں اگر کسی کی دل آزاری ہوئی ہو، یہ تو ایک failed model ہے۔اِس model نے تو deliver نہیں کیا ہے۔ اِس کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے اب کیسے ٹھیک کریں گے اِس کو تو اِس کے لیے جو reforms committee اپنی جگہ کام کر رہی ہے۔ وہاں ہاؤس کی جو input ہے۔ جیسے آج دوست جو ہیں

input دے رہے تھے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ positive input ہے۔ جس کے آنے سے ہم اِنشاء اللہ وتعالیٰ within six month, seven months ظاہر ہے اِن چیزوں پر آپ جب بڑی reforms کرنے جاتے ہیں تو اُسکے لیے ایک time taking process ہوتا ہے۔ ہمارے Indus Hospital کے ساتھ جو بات چیت چل رہی ہے۔ جو اُن کے ساتھ معاہدے ہوئے ہیں۔ پھر ہمارے پاس successful model ہے نواب غوث بخش رئیسانی میموریل ہاسپٹل مستونگ کا۔ so and so on تو وہ hospital کا model ہے۔ تو اِس طرح کے models ہیں کہ ہم adopt کریں گے۔ یہ ہم اپنے health model کو ٹھیک کریں گے bold decisions لیں گے اور bold decisions لینے میں ظاہر ہے جب جب آپ bold decisions لیتے ہیں تو اُس کے کچھ نہ کچھ resentments آتی ہیں۔ اُس کو آپ نے face کرنا ہوتا ہے۔

**(اِس مرحلہ میں دوبارہ جناب اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)**

تو جناب اسپیکر! مَیں چونکہ ڈپٹی اسپیکر صاحبہ یہاں تشریف رکھی تھی، مَیں نے اُن سے بھی request کی۔ تو مَیں آپ سے بھی request کرتا ہوں آپ یقیناً اپنے چیمبر میں سُن رہے ہوں گے کہ ہم ایک objective debate کرانا چاہتے ہیں۔ جو ابھی ہماری ایجوکیشن میں جو بھرتیاں ہونے جارہی ہیں۔ نو ہزار کے قریب advertisement میں جو ہماری پوسٹیں تھیں، جو vacant تھیں۔ تو اگر Hall Prepared ہے، consent ہے آنرایبل اپوزیشن لیڈر کا تو ہم آج debate کر لیتے ہیں۔ نہیں تو کل اگر دوست ہمارے prepared ہو کر کے آنا چاہتے ہیں، مَیں چاہتا ہوں کہ یہ August Hall جو ہے یہ lead لے، یہ اسمبلی lead لے، یہ سپریم ہے، سپریم ادارہ جو ہے وہ کہیں بھی پارلیمنٹ ہے، تو پارلیمنٹ اِس پر lead لے۔ اور guide کرے ایجوکیشن منسٹری کو، guide کرے گورنمنٹ کو کہ ہم اِس پر کیا steps لیں کہ جس سے ہم بہتر ٹیچرز بھرتی کرسکیں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** ایک منٹ اپنا زابدعلی صاحب۔ تو یہ مہربانی کر کے ایوان کی توجہ درکار ہے۔ چونکہ سی ایم صاحب نے قواعدو انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 201 (الف) کے تحت Point of Public Notice پر SBK کا matter اُٹھایا ہے۔ آیا SBK کا matter ایوان میں بحیثیتِ مجموعی زیرِ بحث لایا جائے؟ جو اراکین SBK کے matter پر زیرِ بحث لانا چاہتے ہیں، وہ ہاں کہیں۔ hold کریں یہ House کے اُوپر depend کرتا ہے، آپ بیٹھیں ایک منٹ، hold کریں۔

**قائدِ ایوان:** سر! گزارش ہے کہ آپ بالکل decisions لیں اُس پر اپوزیشن لیڈر کا consent لے لیں، اپوزیشن کے دوستوں کا consent لے لیں، حکومت کی consent لے لیں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ جو کام بھی ہو

consensus کے ساتھ ہو، جب consensus کے ساتھ ہوگا۔تو ایک خوبصورت چیز آئے گی۔آپ اِن سے وہ کرنے سے پہلے اگر kindly لے لیں تو.I will be grateful

**جناب اسپیکر:** مَیں صرف ہاؤس سے consent لینا چاہ رہا تھا کہ پورا ہاؤس اُس پر اعتماد کرے۔جی جی بولیں۔

**میر یونس عزیز زہری(قائد حزب اختلاف):** مَیں اُسی بارے میں بات کروں گا جناب اسپیکر!اگر آپ مجھے موقع دیں۔

**جناب اسپیکر:** چلیں جی جی بولیں۔

**قائد حزب اختلاف:** شکریہ جناب اسپیکر!اور سی ایم صاحب کا بھی مَیں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایک اہم مسئلہ پر اُنھوں نے ہال کو open کرنے کے لیے کہا۔اور یہ اہم مسئلہ ہے واقعی کہ ہر جگہ سے آوازیں آرہی ہیں کہ SBK میں یہ ہوا اور وہ ہوا۔تاکہ اچھے طریقے سے اس پر کوئی debate ہو۔اگر آج کسی دوستوں کے پاس مواد موجود ہے، ہمارے اپوزیشن کے دوست اور ہمارے treasury benches کے۔تو اِسکے لیے اگر next جو ہمارا سیشن ہوگا، سیشن نہیں next جو date ہماری میرے خیال میں 23 کو اجلاس ہے، 23 تاریخ کے لیے تاکہ سب prepare ہو کر کے آجائیں کہ جس جس کے پاس جو مواد ہیں یا ویسے اگر جو چیزیں ہیں جس کے پاس وہ جمع کر کے، وہ آجائیں تاکہ اِس پر کوئی اچھی سی debate ہو جائے۔تاکہ یہ مسئلہ، کیونکہ ہر جگہ پر یہ کہہ رہے ہیں کہ اِس میں یہ ہوا۔اُس میں وہ ہوا۔تو اِن چیزوں کو دیکھیں، میرے خیال میں مَیں سی ایم صاحب سے بھی یہی گزارش کروں گا اور آپ سے بھی یہی ہے کہ اِس کو اگر 23 تاریخ کے سیشن میں اگر ہم رکھ لیں تو زیادہ بہتر ہوگا تاکہ دونوں طرف سے تیاری ہوگی۔اور اُس کے بعد جو بھی ہوگا، کیونکہ یہ مسئلہ بلوچستان کا ہے یہ کسی ایک بندے کا نہیں ہے، یہ ہماری نسلوں کا مسئلہ ہے تو اِس پر ہمیں ایک اچھی سی debate کرنی چاہیے اور تاکہ آئندہ کے لیے کوئی اچھا سا ہم لائحہ عمل طے کر کے آگے چلتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** done ہے۔اب اِس طرح کرتے ہیں کہ آج اِس کی approval لے لیتے ہیں اور بحث کے لیے 23rd کو جیسے آپ نے کہا ہے، next day میں، اُسکو پھر زیرِ بحث لاتے ہیں اُس کے اُوپر تاکہ سب تیاری کر کے آجائیں۔لہٰذا جو اراکین اسمبلی SBK کا matter زیرِ بحث لانا چاہتے ہیں، وہ ہاں کہیں۔چونکہ ایوان کی اکثریت SBK کا matter ایوان میں زیرِ بحث لانا چاہتے ہیں لہٰذا یہ matter next session میں 23rd کو زیرِ بحث ہوگا انشاءاللہ وتعالیٰ۔جناب زابد علی ریکی صاحب!اپنی **قرارداد نمبر 10** پیش کریں۔

**میر زابد علی ریکی:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، thank you جناب اسپیکر!قرارداد نمبر 10 ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بلوچستان پاکستان کا ایک پسماندہ ترین صوبہ ہے، جس کو ہر دَور میں نظر انداز کیا گیا ہے۔جبکہ آج کے جدید دور میں

بھی بلوچستان میں آمدورفت کے لیے پختہ سڑکیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔جس کی وجہ سے بلوچستان کے ٹرانسپورٹرز اور تاجر برادری کو صوبہ کے اندر اور ملک کے دیگر صوبوں کو غذائی اجناس اور دیگر تجارتی سامان لانے اور لے جانے میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ بسیمہ تا خاران روڈ کو نیشنل ہائی وے اتھارٹی میں شامل کر کے اِسے پختہ کرنے کو یقینی بنائے۔تاکہ علاقے کے ٹرانسپورٹرز، تاجراور وہاں کے عوام کو آمدورفت میں درپیش مشکلات کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

**جناب اسپیکر:** قرارداد نمبر 10 پیش ہوئی۔کیا محرک اپنی قرارداد نمبر 10 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

**میر زابد علی ریکی:** جی ہاں۔thank you جناب اسپیکر صاحب! پہلے بھی مختلف بلوچستان کی نیشنل ہائی وے کی روڈوں کے حوالے سے یہاں قرارداد لائے ہیں تو ابھی بھی یہ قرارداد مَیں لایا ہوں۔تو بسیمہ ٹو خاران جناب اسپیکر صاحب !یہ نیشنل ہائی وے کے ساتھ اس کو لنک کیا جائے تو بہتر ہے۔قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں ہمارے کہ چاغی سے، یک مچ سے لیکر ایک روڈ آرہی ہے نیشنل ہائی وے نے اُسکو کیا تھا سر! تقریباً دو تین سال پہلے خاران تک،اور خاران سے لے کر جب بسیمہ جاتے ہیں یہ بھی مَیں کہتا ہوں نیشنل ہائی وے یا پراونشل اسمبلی یا وفاق میں اِسکو نیشنل ہائی وے میں link کیا جائے۔کیونکہ جب یہ خاران، بسیمہ یہ راستہ رہ جاتی ہے۔دوسرا جناب اسپیکر صاحب!بسیمہ ٹو خضدار، نیشنل ہائی وے نے بھی کیا ہوا ہے۔ابھی آمدورفت بھی جاری ہے۔اور کراچی کے جتنے ہمارے خاران سے ہو کے یا چاغی جارہے ہیں سینڈک یا ریکوڈک انشاء اللہ، اللہ نے زندگی دی، یہ route یہ بسیمہ ٹو خاران کے لیے جناب اسپیکر صاحب! یہ بہت اہم ہے۔ اور مَیں نے کئی بار، ہمارے فنانس منسٹر بھی بیٹھے ہیں، سی ایم صاحب بھی بیٹھے ہیں، kindly یہ دیکھ لیں اگر یہ اِس بجٹ میں ہو سکے صوبے میں یا وفاق میں جناب اسپیکر صاحب! سی پیک کو یہاں سے link کرنے کے لیے یہ آمدورفت کے لیے ٹوٹل جتنے عوام ٹرانسپورٹرز، ٹرانسپورٹ تاجر وغیرہ وہ سب اِسی route سے سفر کر رہے ہیں۔تقریباً دو تین سال پہلے بھی ہم نے اسمبلی فورم میں اِس کا ذکر بھی کیا اور قرارداد بھی لایا، مگر بدقسمتی سے جب قرارداد لاتے ہیں، اس میں عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ابھی قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں۔سی ایم صاحب آپ سے پُرزور اپیل کرنا چاہتا ہوں یہ south package میں اِسکو ہو سکے یا صوبے میں یا وفاق میں بسیمہ ٹو خاران کے لیے اِسکو اِسی بجٹ میں 25-2024ء کے بجٹ میں اِس کو وفاق میں ہو سکے یا صوبے میں ہو سکے اِس کو کریں، کیونکہ ٹرانسپورٹ وغیرہ ہر کوئی آمدورفت جو بھی ہو سکتا ہے آرہے ہیں جارہے ہیں یہی شکایت ہو رہی ہیں کہ یہ route نہیں ہوا ہے باقی آپ کا خاران سے چاغی الحمدُ للہ، سی پیک روڈ ہے سر! ایک گھنٹے میں آپ بالکل خاران سے نکلتے ہیں چاغی اور اگر آپ خضدار سے بسیمہ جاتے ہیں یا آپ

بسیمہ سے ناگ، پنجگور، تربت، یہ سی پیک روڈ ز ہیں نیشنل ہائی وے کے سر! یہی آدھا حصہ رہ جاتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! مَیں سارے اپنے بھائیوں سے بھی کہہ رہا ہوں ہمارے C&W کے منسٹر بھی بیٹھے ہیں سلیم کھوسہ صاحب اُسکو بھی میں یاددہانی کرانا چاہتا ہوں اگر یہ ہوسکے یہ وفاق سے بھی ہو۔ یا صوبے سے ہو۔ مسئلہ نہیں ہے یہ عوام کا اور ہم سب کا فائدہ ہے۔ اگر کل اللہ نے زندگی دی ریکوڈک کا کام 4،5 سال اگر یہ start ہوگیا مَیں کہتا ہوں یہ ایک route آپ کا ماشکیل، نوکنڈی، ماشکیل سے پنجگور، وہ میرے خیال سے ایک portion جو ماشکیل نوکنڈی کا ہوا ہے اُس کا کام ابھی تک بھی رُکا ہوا ہے۔ اگر ماشکیل ٹو پنجگور کا ہو جائے، پنجگور یا تربت یہ تینوں یہ دونوں route جناب اسپیکر صاحب! یہ دونوں routes سینڈک اور آپ کا ریکوڈک یہ دونوں routes سے اللہ آپ کو جزائے خیر دے دے یہ route آباد بھی ہوگا، بلوچستان کی ترقی communication سے ہے بلوچستان کی ترقی ہر ڈسٹرکٹ میں، مَیں خالی واشک یا بسیمہ خاران کا نہیں کہہ رہا ہوں جناب اسپیکر! ہر جگہ میں نیشنل ہائی وے کا اور سی پیک کا جہاں بھی جس ڈسٹرکٹ سے link ہونا چاہیے، سی ایم صاحب بیٹھے ہیں جناب اسپیکر صاحب! یہ قرارداد کو پاس بھی کیا جائے اور اُس پر عملدرآمد بھی ہو جائے۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔

**جناب اسپیکر:** جی فنانس منسٹر صاحب۔

**میر شعیب نوشیروانی (وزیر خزانہ اور مائنز اینڈ منرلز ڈویلپمنٹ):** شکریہ اسپیکر صاحب! میرے بھائی حاجی زاہد علی ریکی صاحب کی جو یہ قرارداد ہے اِس قرارداد کی مَیں بھرپور حمایت کرتا ہوں بلکہ مَیں ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ اِس روڈ کی ایک نظر، اپنی نظر سے گزار لیں شاید اِس سے دربدر روڈ خاران بسیمہ جیسے پورے پاکستان میں ہو اور بالکل یہ بھی اِتنا دربدر 114 کلومیٹر ہے ابھی آپ کا چاغی جو اُنہوں نے فرمایا چاغی سے کراچی تک connect کرتا ہے یہ پورا اِس کا جو آخری tail end ہے وہ بھی تعمیر ہو چکی ہے چاغی تک خاران سے اور جو بسیمہ سے نال، وڈھ تک وہ بھی تعمیر ہو چکی ہے یہ درمیان کا جو portion ہے section ہے یہ ویکیوم رہ گیا ہے اور بہت لوگوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو خوراک کی اشیاء آتے ہیں کراچی سے یہ یوریا کھاد زمینداروں کے جو ہیں یہ چینی وغیرہ دوسری چیزیں آتی ہیں transportation ہوتی ہیں یا کسی کو اپنا مریض لے جانا پڑتا ہے کراچی تو یہی ایک route استعمال کرتے ہیں کیونکہ مستونگ سے ہوتا ہوا کراچی جانا بڑا مسئلہ ہے۔ تو مَیں اِس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور ایوان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اُس پر اپنی رائے مثبت انداز میں دے دیں۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ۔ جی منسٹر پی اینڈ ڈی۔

**میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات):** زاہد ریکی صاحب نے جو قرارداد پیش کی یقیناً وہ علاقے کی

ضرورت ہے اور اہمیت کی حامل ہے۔ جناب اسپیکر! انسانی ترقی کے لیے تین طرح کی connectivity کی بڑی سخت ضرورت ہے، سب سے پہلے physical connectivity, grid connectivity اور digital connectivity اب بدقسمتی سے بلوچستان میں یہ تینوں connectivities جو ہیں ہر جگہ موجود نہیں ہیں۔ اور جس کی وجہ سے پسماندگی ہر طرف آپ کو نظر آ رہی ہے۔ جناب اسپیکر! جہاں تک اِس روڈ کی بات ہے تو پچھلے دِنوں وزیر اعلیٰ صاحب کی قیادت میں ایک پارلیمانی وفد وزیر اعظم صاحب سے ملا اور اِن سے گزارش اور درخواست کے ساتھ کہ بلوچستان میں جو connectivities کا جو مسئلہ ہے وہ ایک سنگین صورتحال اختیار کر چکا ہے۔ اور گورنمنٹ آف بلوچستان تنِ تنہا اِس قابل نہیں ہے کہ وہ تمام districts اور صوبے کو دوسرے صوبوں سے ملانے کے لیے، اُن کے پاس resources ہوں۔ تو اُسکے لیے ضروری ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی مدد اور سپورٹ کی ضرورت پڑے گی۔ تو یہ جو خاران بسیمہ والی سڑک ہے یہ بنیادی طور پر south package کا حصہ ہے۔ اور آپ کو پتہ ہے کہ تین سال پہلے پاکستان کی political اور military leadership نے یہ فیصلہ کیا کہ بلوچستان کے جو southern districts ہیں وہ اُن میں backwardness نسبتاً کافی زیادہ ہے۔ گو کہ بلوچستان سارا ہی backward ہے۔ تو اُسکو at-par لانے کے لیے اُنہوں نے ایک package کا اعلان کیا۔ جس میں روڈ connections ایک اہم component تھا۔ اُس میں یہ سڑک، NHA نے اُسکی feasibility مکمل کر لی ہے۔ تو سی ایم صاحب نے priority پر، وزیر اعظم صاحب سے یہ گزارش کی کہ آپ اِس سڑک کو آنے والا جو مالی سال ہے اِس کو وفاقی پی ایس ڈی پی کا حصہ بنائیں اور NHA سے کہیں کہ فوری طور پر اِس پر کام شروع کر دیں۔ اِس کے علاوہ چیف منسٹر صاحب کی فنانس منسٹر صاحب کی ایک detailed meeting ہوئی ہے منسٹر پلاننگ کمیشن، احسن اقبال کے ساتھ، تو وہاں بھی اُنہوں نے یہی بات کی ہے۔ اور اُنہوں نے بھی اِس بات کی حامی بھری ہے کہ وہ اِس کو مکمل کریں گے۔ اور جو بلوچستان کا ایک اہم مسئلہ ہے پورے صوبے کا کہ پچھلے 15 سالوں سے ایک بھی فیڈرل پروجیکٹ بلوچستان میں پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا ہے۔ اِس سے پہلے ہوئے ہوں گے۔ تو اِس پر ہم نے فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ایک سیریس نوٹ پر بات کی ہے کہ براہِ مہربانی جو آپ ہمیں فنڈنگ دے رہے ہیں وہ اِنتہائی قلیل ہیں۔ اِس سال federal projects کو جو fund ملا ہے وہ کوئی 6 بلین کے قریب ہے۔ تو تقریباً وہ ابھی مالی سال کا اِختتام ہونے والا ہے تو بلوچستان میں federal projects تقریباً 1300 ارب کے چل رہے ہیں۔ اور اُس میں اِتنی رقم بہت کم ہے۔ اور اُس سے ہم پروجیکٹس مکمل نہیں کر سکتے ہیں۔ تو پرائم منسٹر صاحب نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ خود تشریف لے آئیں گے۔ دو دن یہاں stay کریں گے۔ اور آپ کے جو پروجیکٹس ہیں جو مالی مسائل ہیں، اُنکو بنیادی طور پر حل کریں گے۔ تو ہم پُر اُمید ہیں۔

اور زاہد صاحب کو ہم یقین دلاتے ہیں کہ آپ کی قرارداد سے پہلے یہ مسئلہ ہم نے take-up کیا ہے۔اور اُس کو ایک نتیجے تک انشاءاللہ پہنچائیں گے۔شکریہ۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ۔کوئی اور اِس کے اُوپر بات تو نہیں کرنا چاہتا؟ جی سی ایم صاحب!

**قائد ایوان:** جناب اسپیکر! منسٹر پلاننگ نے بہت detail میں اِس پروجیکٹ کے بارے میں بتایا ہے جب وزیراعظم صاحب یہاں تشریف لائیں گے تو ہم حاجی صاحب سے بھی ریکوئسٹ کریں گے کہ اُنکے سامنے بات بھی کرلیں گے تو میرا خیال ہے پھر قرارداد کا تو وجود ہی نہیں رہتا اِس کو drop کر دیں so that ویسے ہی ہم بات چیت کر رہے ہیں۔ہم حاجی صاحب کو اُس میں شامل کرینگے۔

**جناب اسپیکر:** اپنا زاہد علی ریکی صاحب۔

**میر زاہد علی ریکی:** جب سی ایم صاحب ہیں بلوچستان کا،انہوں نے بات فلور آف دی ہاؤس پر بولا ہے مجھے اعتراض نہیں ہے سر!

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے۔

**میر زاہد علی ریکی:** یہ record میں آیا ہے سب کے سامنے سر! thank you

**جناب اسپیکر:** جی ہاں بالکل۔قرارداد نمبر 10 نمٹا دی گئی ہے۔جناب رحمت علی صالح بلوچ رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 11 پیش کریں۔

**میر زاہد علی ریکی:** جناب اسپیکر! رحمت صالح بلوچ صاحب نہیں ہیں۔ میں کچھ point of public importance پر بولنا چاہتا ہوں۔

**جناب اسپیکر:** جی جی۔

**میر زاہد علی ریکی:** جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ بلوچستان ہر طرف یعنی افغانستان سے لے کر ایران باڈر تک جتنے ہمارے کاروبار تاجر وغیرہ ہیں تو اکثر کچھ امپورٹ، ایکسپورٹ کے حوالے سے ایران سے جو ہمارے بارڈر لگتے ہیں یا آپ کے افغانستان کے کچھ بلوچستان کے حلقے لگتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ماشکیل میں ایک زیرو پوائنٹ ہے، کاٹاگر۔جناب اسپیکر صاحب! کاٹاگر زیرو پوائنٹ ہے وہ تقریباً سات، آٹھ سال سے بند پڑا ہوا ہے زیرو پوائنٹ ہے سر، وہاں امپورٹ، ایکسپورٹ کا کام چلا ہے، ماشکیل زیرو پوائنٹ میں۔ابھی تقریباً یہ دو تین سالوں سے بند ہے۔جناب اسپیکر صاحب! ہم الیگل کام نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ہم لیگل کام چاہتے ہیں۔ امپورٹ، ایکسپورٹ بھی کریں گے۔ایک سال پہلے جناب اسپیکر صاحب! اِسی اسمبلی فورم پر مَیں نے point of public importance پر، ہمارے قائد

ایوان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔

**جناب اسپیکر:** مَیں صرف آپ سے گزارش کروں گا۔سی ایم صاحب! kindly اگر attention دیں، یہ فیڈرل سبجیکٹ کے اُوپر ہورہی ہے، kindly آپ اگر اس کو تھوڑا سا جی۔۔۔

**میر زابد علی ریکی:** جی ہاں سی ایم صاحب آپ سن لیں جو پہلے سی ایم میر عبدالقدوس صاحب تھے۔ یہاں اسمبلی فورم پر بھی میں نے یہ ذکر کیا۔ جناب! ماشکیل میں زیرو پوائنٹ ہے وہاں تقریباً سات آٹھ سال سے وہاں کام ہورہا تھا، زیرو پوائنٹ کھلا تھا۔ ہم الیگل کام نہیں چاہتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! قائد ایوان میر سرفراز بگٹی صاحب بیٹھے ہیں۔ ہم ٹیکس دیں گے۔ ہم ٹیکس دینے کے لیے تیار ہیں۔ وہاں کسٹم کا انسپکٹر بھی بیٹھا ہے۔ وہاں ایران سے جتنے بھی مادے ہوئے ہیں۔ kindly ایک سال پہلے اِسی اسمبلی فورم پر باقاعدہ مَیں نے اسپیکر صاحب! سے رولنگ چاہی۔ تو اسپیکر نے رولنگ دی کسٹم کلیکٹر کو یہاں بلایا۔ اسی اسپیکر چیمبر میں قائد ایوان صاحب انہوں نے کہا آپ کمیٹی، کمیٹی اسمبلی نے بنائی۔ ہم رخشاں کے چار MPAs تھے۔ چاروں کو بتایا کہ آپ کسٹم کلیکٹر کے ساتھ جاکر کے ماشکیل میں جو تاجر وغیرہ ہیں وہ آپ سے بات کرینگے۔ ہم خدانخواستہ کوئی غلط کام نہیں کرنا چاہتے ہیں بینک بھی ہے۔ گاڑی آئیں گی ٹیکس دیں گے۔ چاہے وہ پنجاب، سندھ بھی جائیں گی۔ جیسا کہ سر! جناب سی ایم صاحب جیسے کہ آپ کا تفتان، پنجگور، تربت، ماشکیل، واشک اور رخشاں والوں نے کیا گناہ کیا ہوا ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! آپ کسٹم کلیکٹر کو بلائیں۔ بھائی ہم کام کرنا چاہتے ہیں۔ یہ باڈر الیگل والے آج ہو، کل ہو، مہینہ ہو، دس دن ہو، دو سال بعد ہو، یہ بند ہوجائیں گے۔ آخر تاجر ہیں۔ ہمارے علاقے کا روزگار ہے۔ جو بندے کام کرنا چاہتے ہیں most welcome وہ آجائیں۔ جیسا کہ تفتان میں کام کر رہے ہیں، جیسے کوئی اور districts میں کام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کے پنجاب سے لوگ آرہے ہیں۔ آپ کے سندھ سے لوگ آرہے ہیں آپ کے بلوچستان سے لوگ آرہے ہیں۔ آخر یہ زیرو پوائنٹ کیوں بند پڑا ہے؟ وجہ کیا ہے جناب اسپیکر صاحب؟ قائد ایوان صاحب بیٹھے ہیں۔ یا رولنگ دے دیں یا کسٹم کلیکٹر کو بلائیں۔ کہ بھائی ہم غلط کام نہیں چاہتے بھائی ہم ٹیکس دیں گے ایران سے جو بھی آئے گا ان پیسوں سے فائدہ تو بلوچستان اور پاکستان کو مل رہا ہے جناب اسپیکر صاحب! ماشکیل میں اگر دن میں سو، دو سو ٹرک آئیں ہم ٹیکس دیں گے۔ ہم الیگل کام نہیں، ہم لیگل کام کرنا چاہتے ہیں۔ خدارا! ماشکیل کا زیرو پوائنٹ بند پڑا ہے دو سالوں سے اُس کو کھول دیا جائے وجہ کیا ہے ہمارے ساتھ اس طرح کیوں ہو رہا ہے؟ سر! آپ اس پر رولنگ دیں۔ اور ہمارے قائد ایوان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اُسے بتائیں۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ۔ جی. Minister of Finance, please.

**وزیر خزانہ مائنز اینڈ منرلز ڈویلپمنٹ:** جناب اسپیکر صاحب! کسٹم کلیکٹر کو بلائیں گے، ہم حاجی زاہد صاحب کو بھی

بلالیں گے اِس بارے میں بات کریں گے۔آپ کی مہربانی۔

**میرزابدعلی ریکی:** فنانس منسٹر صاحب نے جو بات کی جناب! کسٹم کلیکٹر کو بلادیں سر! مسئلہ حل ہو جائے گا۔ thank you

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہوگیا thank you۔اب چونکہ رحمت علی صالح بلوچ صاحب اپنی قرارداد نمبر 11 پیش نہیں کر سکے۔ اوروہ موجود نہیں ہیں تو لہٰذا اِس کو اگلے اجلاس تک مؤخر کیا جاتا ہے ۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 23 مئی 2024ء کو بوقت صبح 11 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دوپہر 01 بجکر 36 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆